Spot CMYK#Waheed

ترتیب و تحریر

صفحہ

اداریہ ....پنجاب ساؤنڈ سسٹم (ریگولیشن) آرڈیننس 2015.........مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط ۱۲۷)........نعمتِ الٰہی کو تبدیل کرنے کی برائی.............// // ۸

درسِ حدیث ......نظر لگنے کی حقیقت اور اس کا علاجِ نبوی (آٹھویں وآخری قسط)...// // ۱۷

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

جنتی زندگی کی چھ خصوصیات...مفتی محمد امجد حسین ۲۱

اسلام کی بنیاد پر یہ ملک بنا ہے...// // ۲۵

جامعہ حقانیہ ساہیوال، سرگودھا کا یادگار سفر (قسط ۳)..// // ۳۱

سیاہ لباس کا شرعی حکم ....مفتی محمد رضوان ۳۷

ماہِ ربیع الآخر: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات.............مولانا طارق محمود ۴۲

علم کے مینار:........امام مالک کی فقہی خدمات پر ایک نظر.........مولانا غلام بلال ۴۴

تذکرۂ اولیاء:...................جیشِ اُسامہ بن زید کی روانگی..............مولانا محمد ناصر ۴۸

پیارے بچو!.......................مزاح کی حقیقت اور اپریل فول...........حافظ محمد ریحان ۵۰

بزمِ خواتین ....خواتین جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے (قسط ۲).......مولانا طلحہ مدثر ۵۲

آپ کے دینی مسائل کا حل.. غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم (پانچویں وآخری قسط)..ادارہ ۶۱

کیا آپ جانتے ہیں؟.... قبر پر ہاتھ اُٹھا کر دُعاء کرنے کا حکم (پانچویں وآخری قسط).....مفتی محمد رضوان ۷۷

عبرت کدہ .... قومِ شعیب کی برائیاں اور حضرت شعیب کی دعوت......مولانا طارق محمود ۸۴

طب وصحت.........................خربوزہ (Melon)..................مفتی محمد رضوان ۸۸

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز...................مولانا محمد امجد حسین ۹۱

اخبارِ عالم ....قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں............حافظ غلام بلال ۹۳

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

پنجاب ساؤنڈ سسٹم (ریگولیشن) آرڈیننس 2015

ملک کے موجودہ حالات کے پیشِ نظر صوبہ پنجاب میں لاؤڈ اسپیکر کے غیر قانونی/غیر ضروری استعمال کے سدِ باب کے لئے حکومتِ پنجاب نے ’’پنجاب ساؤنڈ سسٹم (ریگولیشن) آرڈیننس 2015‘‘ کا نفاذ کر دیا ہے، اس قانون کی رُو سے کسی بھی شخص کے لئے ایسا ساؤنڈ سسٹم استعمال کرنا یا اس انداز سے استعمال کرنا جو دوسرے لوگوں کے آرام وسکون میں مخل ہو، یا معاشرے میں انتشار، بے چینی یا تفرقے کا باعث بنے، غیر قانونی ہوگا۔

مساجد اور دیگر مذاہب کی عبادت گاہیں حکومت کی جاری کردہ تفاصیل کے مطابق صرف ایک بیرونی اور اندرونی لاؤڈ اسپیکر استعمال کر سکیں گی، یہ لاؤڈ اسپیکر صرف اذان، جمعہ اور عیدین کے موقع پر عربی خطبہ، کسی فوتیدگی کے اعلان یا کسی شخص یا چیز کی گمشدگی اور ملنے کی اطلاعات کے لئے استعمال ہو سکے گا، اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والے کو 6 ماہ تک سزائے قید اور 25 ہزار سے ایک لاکھ تک جرمانہ کیا جا سکتا ہے، اس آرڈیننس کی خلاف ورزی قابلِ دست اندازی پولیس اور نا قابلِ ضمانت جرم ہے (محکمہ داخلہ ’’حکومتِ پنجاب‘‘)

حکومتِ پنجاب کا مذکورہ آرڈیننس، جس میں لاؤڈ اسپیکر کے بے جا اور غیر ضروری استعمال پر پابندی عائد کی گئی ہے، شرعی اصولوں سے متصادم نہیں ہے، بلکہ شرعی اصولوں، اور تقاضوں کے مطابق ہے، بشرطیکہ ہر قسم کے تعصّبات اور ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر اسے ملاحظہ کیا جائے۔

لیکن اس آرڈیننس کے نفاذ کے بعد سے دیکھنے میں آ رہا ہے کہ ایک مذہبی طبقہ اس قانون کے خلاف مختلف طریقوں سے آواز بلند کرنے میں مشغول ہے، اور اس قانون کو شرعی تقاضوں کے خلاف اور شریعت کے متصادم قرار دینے کے بلند و بالا دعوے کر رہا ہے۔

مگر جیسا کہ عرض کیا گیا کہ ہر قسم کے تعصّبات اور ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر نیک نیتی سے جائزہ لیا جائے، تو نہ صرف یہ کہ لاؤڈ اسپیکر کے غیر ضروری استعمال سے متعلق یہ قانون شرعی اصولوں کے

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

خلاف نہیں، بلکہ اس میں شرعی تقاضوں کوملحوظ رکھا گیا ہے۔

کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ اذان، خطبہ، نماز اور وعظ وتذکیر ایسے اعمال ہیں کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، محدثین اور فقہائے کرام کے زمانہ سے چلے آرہے ہیں، اور اس وقت لاؤڈ اسپیکر ایجاد بھی نہیں ہوا تھا، بلکہ لاؤڈ اسپیکر بہت بعد میں ایجاد ہوا، اور لاؤڈ اسپیکر کی ایجاد کا مقصد اذان دینا، خطبہ پڑھنا اور نماز پڑھانا نہیں ہے، کیونکہ یہ اعمال تو لاؤڈ اسپیکر وجود میں آنے سے پہلے سے چلے آرہے ہیں۔

اور کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ اذان ونماز اور خطبہ اور وعظ کے لئے لاؤڈ سپیکر کا استعمال شرعاً ضروری ہے، اور نہ کوئی مسلمان اس کی جرأت کرے گا کہ تیرہ سو سال کے مسلمانوں کی اذان اور نماز اور خطبہ وغیرہ کو (جبکہ یہ آلہ ایجاد نہیں ہوا تھا) فاسد اور غلط قرار دے، کیونکہ اس دعوے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور گذشتہ امت کی عبادتیں اس اہم اور ضروری چیز سے خالی تھیں اور پھر لاؤڈ سپیکر ایجاد کرنے والوں نے یہ احسان کیا کہ تیرہ سو سال کے بعد اس کی تکمیل کی۔

پس زیادہ سے زیادہ یہی کہا جاسکتا ہے کہ لاؤڈ سپیکر دراصل ایک ضرورت کی چیز ہے، اس لئے اس کا استعمال بوقتِ ضرورت اور بقدرِ ضرورت ہونا چاہئے۔

فقہائے کرام نے بغیر لاؤڈ سپیکر کے بھی امام کو اپنی آواز میں اعتدال رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔

جب لاؤڈ اسپیکر وجود میں آیا تو اس پر نماز پڑھانے اور لاؤڈ اسپیکر کی آواز کے مطابق مقتدی کو نماز ادا کرنے پر سوال پیدا ہوا کہ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ دوسرے تک پہنچنے والی آواز متکلم کی اصل آواز ہے، یا نہیں؟ جس میں ماہرین کی ایک رائے یہ سامنے آئی کہ لاؤڈ اسپیکر سے پہنچنے والی آواز متکلم کی اصل آواز نہیں ہوتی، بلکہ وہ آواز اس مشین کی اپنی آواز ہوتی ہے، جس پر بعض اہلِ علم حضرات نے نماز کو ناجائز قرار دیا کیونکہ اس صورت میں مقتدی کا اپنے امام کی اتباع کرنے کی بجائے مشین کی آواز کی اتباع کرنا لازم آتا تھا۔

پھر بعض ماہرین کی رائے یہ سامنے آئی کہ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ پہنچنے والی آواز متکلم کی ہی آواز ہوتی ہے اور یہ آلہ صرف اس آواز کو اونچی اور بلند کرنے یا برقی طریقہ پر ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کا کام دیتا ہے، جس طریقہ سے ہوا بھی یہ کام دیتی ہے کہ جس طرف کی ہوا ہو اور تیز ہوا ہو، وہ اس طرف آواز کا رخ

Idara Ghufran

زیادہ اور تیزی سے موڑتی اور پہنچاتی ہے۔اس لئے لاؤڈ سپیکر پر نماز کو درست قرار دیا گیا، لیکن اہلِ علم حضرات کا ایک طبقہ اب تک اس سلسلہ میں احتیاط کا قائل ہے۔

بہرحال گذشتہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ لاؤڈ سپیکر کوئی شرعی چیز نہیں ہے کہ اس کو سنت یا واجب قرار دیا جائے بلکہ ایک ضرورت کی چیز ہے، لہٰذا اس کا استعمال ضرورت کی حد تک محدود رکھنا چاہئے، اور اس طرح کی چیزوں میں شریعت اس بات کا بہت لحاظ کرتی ہے کہ دوسروں کو ایذاء و تکلیف نہ پہنچائی جائے۔

چنانچہ طواف کرتے وقت حجرِ اسود کو بوسہ دینا عبادت اور سنت ہے، لیکن اس عمل کو انجام دینے کی خاطر کسی کو تکلیف وایذاء پہنچانا جائز نہیں، اگر ایسا ہو، تو اس سنت کو ترک کر دینے اور دور سے اشارہ پر اکتفاء کر لینے کا حکم ہے۔

اسی طرح اذان کو بلند آواز سے دینا سنت ہے، لیکن اس سنت کی تکمیل کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ضروری نہیں، اگرچہ بعض صورتوں میں جائز یا زیادہ سے زیادہ مستحب ہوسکتا ہے، لیکن اتنی اونچی آواز کے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کہ جس سے قرب وجوار کے لوگوں خاص کر بچوں اور مریضوں کو اور گھر میں عبادت کرنے والی خواتین اور مریضوں کو تکلیف وایذاء پہنچے، مستحب ہونا تو دور کی بات ہے، اس کو شرعی اعتبار سے جائز قرار دیا جانا بھی ممکن نہیں، کیونکہ کسی دوسرے کو ایذاء و تکلیف پہنچانا یا دوسرے کی عبادت و آرام میں خلل ڈالنا حرام ہے، جس سے بچنے کی خاطر سنت اعمال کو ترک کرنے یا ان میں تخفیف کا حکم دیا گیا ہے۔

جہاں تک لوگوں کو نماز کی طرف بلانے کا تعلق ہے، تو اس مقصد کے لئے اذان کا لاؤڈ اسپیکر کے بغیر دینا بھی جائز ہے، جس میں شرعاً کوئی حرج نہیں، اور اگر لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کیا جائے، تو اس میں بھی یہ شرط ضروری ہے کہ اس کی آواز اتنی تیز اور کرخت نہ ہو کہ جو لوگوں کی تکلیف وایذاء کا باعث ہو، اور آج کل گھڑیوں وغیرہ کا استعمال عام ہوجانے کی وجہ سے لوگوں کو نمازوں کے قائم ہونے کے اوقات کا علم مشکل نہیں رہا، نمازوں کے اوقات تبدیل ہونے پر نماز کے وقت لوگوں کی حاضری اور موجودگی میں اعلان کرنے سے یہ مقصد بآسانی حاصل ہوجاتا ہے۔

یہ حکم تو اذان کے متعلق ہے کہ اس میں غائبین تک آواز پہنچانے کی ضرورت ہوتی ہے، جہاں تک خطبہ نماز اور وعظ وتقریر کا معاملہ ہے، تو ان چیزوں کا تعلق حاضرین سے ہوتا ہے، لہٰذا ان چیزوں کے لئے عموماً

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اوپر کے اور بیرونی یا بڑے لاؤڈ اسپیکر کو استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، اور استعمال کرنے کی صورت میں کئی قسم کی شرعی قباحتیں لازم آنے کے علاوہ متعدد فتنے اور فسادات رونما ہوتے ہیں، اور اب تک بے شمار فتنے وفسادات رونما ہو چکے ہیں۔

اس لئے خطبہ ونماز اور وعظ وتقریر کے لئے تو بڑے لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی سرے سے ضرورت ہی نہیں، جس کی آواز غیر متعلقہ لوگوں تک پہنچے، بلکہ اس کی آواز کا دائرہ حاضرین اور ضرورت مندوں تک محدود رکھنا چاہئے، چہ جائیکہ غیر متعلقہ لوگوں تک آواز پہنچائی جائے، اور لوگوں کی تکلیف وایذاء اور فتنہ وفساد کا باعث بنا جائے۔

اور اذان کے لئے بھی لاؤڈ اسپیکر کا استعمال شرعاً فی نفسہٖ ضروری نہیں، اور اگر کوئی کرے تو معتدل آواز کے لاؤڈ اسپیکر کے استعمال تک دائرہ کو محدود رکھنا چاہئے، جس سے قرب وجوار کے لوگوں کو تکلیف نہ پہنچے، اور کسی قسم کا فتنہ وفساد لازم نہ آئے۔

پس شریعت کے طے کردہ اصولوں کو پامال کر کے اس کے خلاف آواز بلند کرنا یا احتجاج کرنا یا عامۃُ الناس کو اس پر اُکسانا اور بھڑکانا زیب نہیں دیتا۔

Idara Ghufran

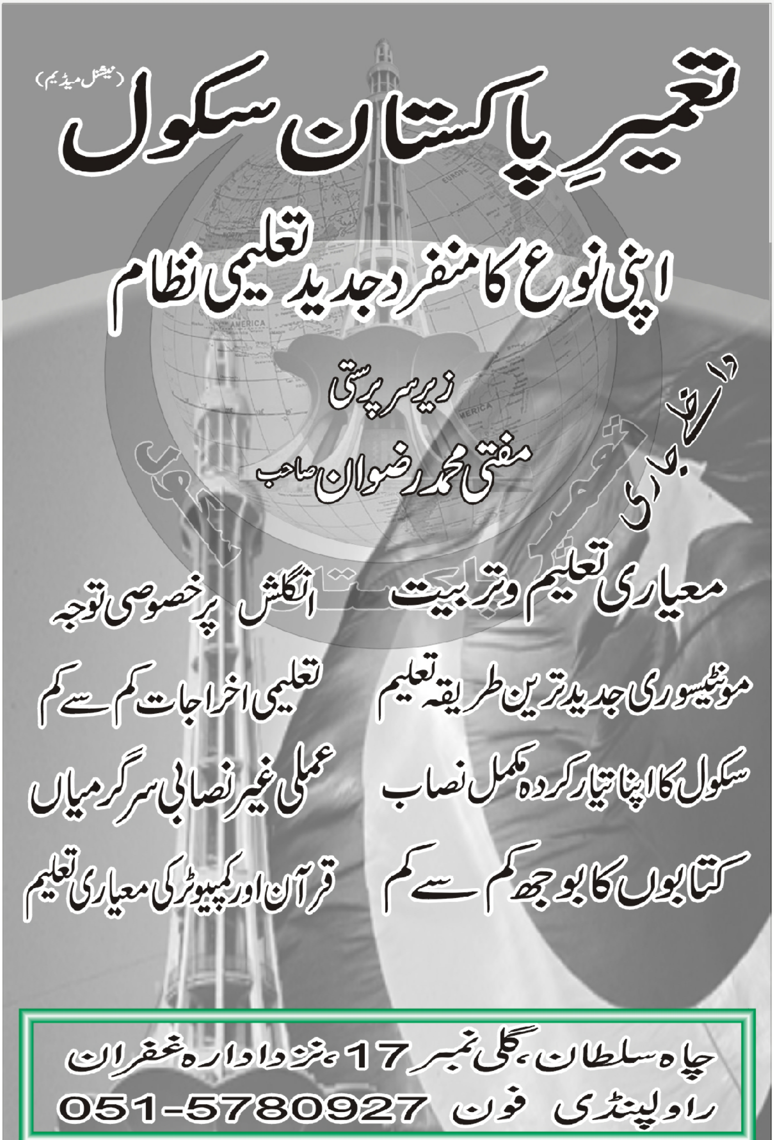
(نیشنل میڈیم)
تعمیرِ پاکستان سکول
اپنی نوع کا منفرد جدید تعلیمی نظام
زیرِ سرپرستی
مفتی محمد رضوان صاحب
داخلے جاری
معیاری تعلیم و تربیت
انگلش پر خصوصی توجہ
مونٹیسوری جدید ترین طریقہ تعلیم
تعلیمی اخراجات کم سے کم
سکول کا اپنا تیار کردہ مکمل نصاب
عملی غیر نصابی سرگرمیاں
کتابوں کا بوجھ کم سے کم
قرآن اور کمپیوٹر کی معیاری تعلیم
چاہ سلطان، گلی نمبر 17، نزد ادارہ غفران
راولپنڈی فون 051-5780927

(سورہ بقرہ قسط۱۲۷، آیت۲۱۱) مفتی محمد رضوان

نعمتِ الٰہی کو تبدیل کرنے کی برائی

سَلْ بَنِیٓ اِسْرَآءِیْلَ کَمْ اٰتَیْنٰھُمْ مِّنْ اٰیَۃٍ بَیِّنَۃٍ وَمَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَۃَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْہُ فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ(سورة البقرة، رقم الآية ۲۱۱)

ترجمہ: سوال کیجئے بنی اسرائیل سے کتنی عطا کیں ہم نے ان کو نشانیاں واضح، اور جو بدل دیتا ہے اللہ کی نعمت کو، بعد اس کے کہ وہ اس کے پاس آ چکی ہیں، تو بے شک اللہ کا عذاب شدید ہے (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلے تو بنی اسرائیل یعنی یہودیوں کو واضح نشانیاں عطا کرنے کا ذکر فرمایا ہے، اور واضح نشانیوں سے مراد وہ معجزات ہیں، جو اللہ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے ذریعہ سے عطا کئے گئے، مثلاً بنی اسرائیل کی فرعون سے حفاظت ونجات کے لئے دریا کے درمیان راستہ بنا دینا، بادلوں کا سایہ کر دینا، اور من اور سلویٰ کا نازل فرمانا، اور وادیِ تیہ وغیرہ میں پہاڑ سے پانی کا جاری کرنا، اور اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے کلام فرمانا، اور ان پر توراۃ کا نازل کرنا، اور ہدایت کو ضلالت وکفر کے مقابلہ میں واضح کرنا۔

اور بعض حضرات نے واضح نشانیوں سے وہ دلائل مراد لئے ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے توراۃ اور انجیل کے اندر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور شریعت اور اس کی اتباع کا ذکر ہونے کی شکل میں نازل فرمائے تھے۔ [1]

---

[1] قوله :من آية بينة فيه قولان أحدها :المراد به معجزات موسى عليه السلام، نحو فلق البحر، وتظليل الغمام، وإنزال المن والسلوى، ونتق الجبل، وتكليم الله تعالى لموسى عليه السلام من السحاب، وإنزال التوراة عليهم، وتبيين الهدى من الكفر لهم، فكل ذلك آيات بينات.

والقول الثانى :أن المعنى، كم آتيناهم من حجة بينة لمحمد عليه الصلاة والسلام، يعلم بها صدقه وصحة شريعته(تفسير الرازى، ج٦ ص٣٦٦، سورة البقرة، رقم الآية ٢١١)

أحدهما :معجزات موسى -عليه السلام -كما تقدّم نحو :فلق البحر ,وتظليل الغمام ,وإنزال المن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پھر مذکورہ آیت میں اللہ کی نعمت کے آنے کے بعد اس کو تبدیل کرنے پر اللہ کے سخت عذاب کی وعید کا ذکر فرمایا ہے۔

اور اللہ کی نعمت کو تبدیل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ معجزات کی شکل میں جو ہدایت کے واضح دلائل اور نشانیاں حاصل ہوئی تھیں، ان سے فائدہ اٹھانے کے بجائے ان کو نظر انداز کر کے ضلالت اور گمراہی سے بدل دیا، یا توراۃ اور انجیل میں مذکور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور شریعت کے دلائل میں تحریف پیدا کردی، یا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے کے نتیجہ میں ان نعمتوں کو تبدیل کردیا۔ [1]

اور اگرچہ ان آیات میں خطاب تو بنی اسرائیل کو ہے، لیکن جو بھی اللہ کی نعمتوں کو تبدیل کرے، اس کے لئے یہی وعید ہے۔

اور اللہ کی نعمتوں کو یاد کر کے ان کا شکر بجالانا اور ناشکری اور کفر وغیرہ کی شکل میں نعمتوں کو تبدیل کرنے سے بچنا ہر ایک کے ذمہ ضروری ہے، جس کا قرآن مجید میں کئی مقامات پر ذکر آیا ہے، اور اللہ کی نعمتوں کا مفہوم عام ہے، جس میں اخروی اور دنیاوی سب نعمتیں شامل ہیں۔

چنانچہ سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ

(سورة البقرة، رقم الآية ۲۳۱)

ترجمہ: اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی، اور اس نعمت کو جو نازل کی تم پر کتاب اور حکمت کہ نصیحت کرے تم کو اس کے ذریعہ سے (سورہ بقرہ)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ والسلوى ,ونتق الجبل ,وتكليم الله تعالى موسى عليه السلام والعصا، واليد البيضاء ,وإنزال التوراة، وبيّن لهم الهدى من الكفر، وقيل: المراد بالآية الحجّة، والدلالة التى آتاهم، التوراة والإنجيل على نبوة محمّدٍ صلى الله عليه وسلم وصدقه ,وصحّة شريعته (تفسير اللباب لابنِ عادل، ج ا ص ۲۶۸، سورة البقرة)

[1] فى نعمة الله هاهنا قولان: أحدهما: أن المراد آياته ودلائله وهى من أجل أقسام نعم الله لأنها أسباب الهدى والنجاة من الضلالة، ثم على هذا القول فى تبديلهم إياها وجهان فمن قال المراد بالآية البينة معجزات موسى عليه السلام، قال: المراد بتبديلها أن الله تعالى أظهرها لتكون أسباب هداهم فجعلوها أسباب ضلالاتهم كقوله: فزادتهم رجسا إلى رجسهم. ومن قال: المراد بالآية البينة ما فى التوراة والإنجيل من دلائل نبوة محمد عليه السلام، قال: المراد من تبديلها تحريفها وإدخال الشبهة فيها.

والقول الثانى: المراد بنعمة الله ما آتاهم الله من أسباب الصحة والأمن والكفاية والله تعالى/ هو الذى أبدل النعمة بالنقمة لما كفروا، ولكن أضاف التبديل إليهم لأنه سبب من جهتهم وهو ترك القيام بما وجب عليهم من العمل بتلك الآيات البينات (تفسير الرازى، ج۶ ص ۳۶۶، سورة البقرة، رقم الآية ۲۱۱)

Idara Ghufran

مذکورہ آیت میں اللہ کی کتاب اور حکمت کے نازل کرنے کو نعمتِ الٰہی قرار دیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ آسمانی کتاب کا نزول بھی نعمتِ الٰہی میں داخل ہے۔

اورسورہ آلِ عمران میں ارشاد ہے کہ:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (سورہ آل عمران، رقم الآية ۱۰۳)

ترجمہ: اور مضبوط پکڑلو تم اللہ کی رسی کو سب مل کر اور تفرقہ بازی نہ کرو، اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی، جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، پھر اللہ نے الفت ڈال دی تمہارے دلوں کے درمیان، پھر ہوگئے تم اس نعمت کی وجہ سے بھائی بھائی، اور تھے تم گڑھے کے کنارے پر آگ کے، پھر بچالیا اس نے تم کو اس سے، اسی طرح سے بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے اپنی نشانیوں کو، تاکہ تم ہدایت پاؤ (سورہ آلِ عمران)

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے دلوں میں الفت ومحبت ڈالنے کو اپنی نعمت قرار دیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ باہمی اتفاق واتحاد بھی نعمتِ الٰہی میں داخل ہے۔

اور سورہ مائدہ میں ارشاد ہے کہ:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هَمَّ قَوْمٌ أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ (سورة المائدة، رقم الآية ۱۱)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے! یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی، جب ارادہ کیا ایک قوم نے اس کا کہ پھیلائے تمہاری طرف اپنے ہاتھوں کو، پس روک دیا اس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے (سورہ مائدہ)

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے دشمنوں سے حفاظت کو اپنی نعمت قرار دیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ دشمنوں سے حفاظت بھی نعمتِ الٰہی میں داخل ہے۔

اورسورہ مائدہ ہی میں ارشاد ہے کہ:

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَاقَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا وَآتَاكُمْ مَا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ (سورة المائدة ، رقم الآية ۲۰)

ترجمہ: اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو کہ اے میری قوم! یاد کرو تم اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی، جب کر دیئے تم میں انبیاء اور کر دیا تم کو بادشاہ، اور عطا کی تم کو وہ چیزیں جو نہیں عطا کیں کسی کو عالمین میں سے (سورہ مائدہ)

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے کسی قوم میں سے نبیوں کو مبعوث فرمانے اور کسی قوم کو بادشاہت وحکومت عطا کرنے کو اپنی نعمت قرار دیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ کسی قوم کے اندر نبیوں کا آنا اور کسی قوم کو اللہ کی طرف سے حکومت وبادشاہت کا حاصل ہونا نعمتِ الٰہی میں داخل ہے۔

اور سورہ ابراہیم میں ارشاد ہے کہ:

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ أَنْجَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذٰلِكُمْ بَلَاءٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ . وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ (سورة ابراهيم، رقم الآيات ۶، ۷)

ترجمہ: اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو کہ یاد کرو تم اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی، جب نجات دی تم کو آلِ فرعون سے، جو چکھاتا تھا تم کو برا عذاب، اور ذبح کرتا تھا تمہارے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑ دیتا تھا تمہاری عورتوں کو اور اس میں آزمائش تھی، تمہارے رب کی طرف سے عظیم، اور جب سنا دیا تمہارے رب نے کہ اگر تم شکر کرو گے، تو میں ضرور بالضرور زیادہ دوں گا، اور اگر تم کفر کرو گے، تو بے شک میرا عذاب یقیناً شدید ہے (سورہ ابراہیم)

مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون اور اس کے عذاب سے نجات عطا فرمانے کو اپنی نعمت قرار دیا ہے، اور اپنی نعمت پر شکر کرنے پر نعمت میں زیادتی واضافہ کرنے کا وعدہ فرمایا ہے، اور کفر وناشکری کے نتیجہ میں شدید عذاب کی وعید سنائی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ دشمن کی ایذاء وتکلیف سے نجات کا حاصل ہونا نعمتِ الٰہی میں داخل ہے، اور اللہ کی نعمت پر شکر کرنے سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے، اور کفر وناشکری سے اللہ کے شدید عذاب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

Idara Ghufran

اورسورہ ابراہیم ہی میں ارشاد ہے کہ:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ. جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ الْقَرَارُ (سورۃ ابراھیم، رقم الآیات ۲۸، ۲۹)

ترجمہ: کیا نہیں دیکھا تم نے ان لوگوں کی طرف جنھوں نے بدل دیا اللہ کی نعمت کو کفر سے اور اتار دیا اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں، جو جہنم ہے، یہ لوگ اس میں داخل ہوں گے اور وہ برا ٹھکانا ہے (سورہ ابراہیم)

مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمت کو کفرو ناشکری سے تبدیل کردینا تباہی اور جہنم کے عذاب کا باعث ہے۔

اورسورہ ابراہیم ہی میں ارشاد ہے کہ:

وَآتَاكُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوْهُ وَإِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ (سورۃ ابراھیم، رقم الآیۃ ۳۴)

ترجمہ: اور عطا کی تم کو ہر وہ چیز، جس کا تم نے سوال کیا، اور اگر تم شمار کرو اللہ کی نعمت کو، تو اس کو شمار نہیں کرسکتے، بے شک انسان بڑا ظالم اور بڑا کفر کرنے والا ہے (سورہ ابراہیم)

مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ دعاؤں کا قبول ہونا بھی اللہ کی نعمت میں داخل ہے، اور اللہ کی نعمت کا دائرہ بڑا وسیع ہے، جس کو احاطۂ شمار میں لانا ممکن نہیں ہے، لیکن انسان بڑا ظالم اور کفرو ناشکری کرنے والا ہے۔

اورسورہ نحل میں ارشاد ہے کہ:

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ. يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُوْنَ (سورۃ النحل، رقم الآیات ۸۲، ۸۳)

ترجمہ: پھر اگر یہ پیٹھ پھرائیں، تو بس آپ کے اوپر پہنچا دینا ہے واضح پیغام کا، یہ پہچانتے ہیں اللہ کی نعمت کو پھر اس کا انکار کرتے ہیں، اور ان میں سے اکثر کافر ہیں (سورہ نحل)

مذکورہ آیت میں اللہ کی نعمت سے مراد نبوت وشریعت ہے، جس کو پہچاننے کے باوجود انکار کرنا کفر میں داخل ہے۔

اورسورہ نحل ہی میں ارشاد ہے کہ:

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ

Idara Ghufran

(سورۃ النحل، رقم الآیۃ ۱۱۴)

ترجمہ: پس کھاؤ تم اس میں سے، جو رزق دیا تم کو اللہ نے حلال پاکیزہ، اور شکر کرو اللہ کی نعمت کا، اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو (سورہ نحل)

مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ حلال و پاکیزہ رزق کا حاصل ہونا اور اس کو استعمال کرنا نعمتِ الٰہی میں داخل ہے، جس پر شکر کا حکم ہے، اور شکر عبادت میں داخل ہے۔

اور سورہ احزاب میں ارشاد ہے کہ:

یٰـاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ إِذْ جَاءَ تْكُمْ جُنُوْدٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا (سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ ۹)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے! یاد کرو تم اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی، جب آ گیا تمہارے پاس لشکر، پھر بھیج دیا ہم نے ان پر ہوا کو اور لشکر کو، نہیں دیکھا تم نے اس کو، اور ہے اللہ ان اعمال کو جو تم کرتے ہو، خوب دیکھنے والا (سورہ احزاب)

مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ دشمنوں کے مقابلہ میں اللہ کی طرف سے غیبی مدد کا حاصل ہونا اور دشمنوں کا زیر کرنا نعمتِ الٰہی میں داخل ہے۔

اور سورہ فاطر میں ارشاد ہے کہ:

یٰـاَیُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ یَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَأَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ (سورۃ فاطر، رقم الآیۃ ۳)

ترجمہ: اے لوگو! یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی، کیا ہے کوئی خالق اللہ کے علاوہ جو رزق دے تم کو آسمان سے اور زمین سے، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے، پس کہاں تم بھٹکتے پھر رہے ہو (سورہ فاطر)

مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کا آسمان اور زمین سے رزق پیدا و عطا فرمانا نعمتِ الٰہی میں داخل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :اُنْظُرُوْا إِلٰى مَنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ، وَلَا تَنْظُرُوْا إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ، فَهُوَ أَجْدَرُ أَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ (مسلم، رقم

Idara Ghufran

الحدیث ۲۹۶۳ ”۹“)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس آدمی کی طرف دیکھو کہ جو تم سے نیچے کی سطح کا ہو، اور اس آدمی کی طرف نہ دیکھو کہ جو تم سے بلند سطح کا ہو، تاکہ تم اللہ کی نعمتوں کو حقیر نہ سمجھنے لگ جاؤ (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمتوں کو حقیر سمجھنے اور ان کا کفرو ناشکری کرنے سے بچنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اپنے سے کم تر لوگوں کی طرف توجہ رکھی جائے، اور اپنے سے اونچے اور بڑے لوگوں پر نظر نہ رکھی جائے۔

حضرت مالک بن نضلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَوْبٍ دُونٍ، فَقَالَ أَلَكَ مَالٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مِنْ أَيِّ الْمَالِ؟ قَالَ: قَدْ آتَانِيَ اللَّهُ مِنَ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ وَالْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ، قَالَ: فَإِذَا آتَاكَ اللَّهُ مَالًا فَلْيُرَ أَثَرُ نِعْمَةِ اللَّهِ عَلَيْكَ وَكَرَامَتِهِ (سنن ابی داوٗد، رقم الحديث ۴۰۶۳)

قال شعیب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية ابی داوٗد)

ترجمہ: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کمترین کپڑوں میں حاضر ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس مال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا مال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ نے مجھے اونٹ، بکری، گھوڑے اور غلام وغیرہ سب کچھ دے رکھا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر جب اللہ نے تمہیں مال دیا ہے تو اللہ کی نعمت کا اثر تمہارے اوپر ظاہر ہونا چاہئے، اور اس کی بخشی ہوئی عزت بھی ظاہر ہونی چاہئے (ابوداؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لباس وغیرہ کی شکل میں حاصل شدہ مال بھی اللہ کی نعمت ہے، جس کو شرعی حدود میں رہتے ہوئے استعمال کرنا بھی ثواب اور اس نعمت کے شکر کی ایک شکل ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ:

فَوَافَقْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأَصْحَابِي وَلَهُ بَعْضُ الشُّغْلِ فِي أَمْرِهِ، حَتّٰى أَعْتَمَ بِالصَّلَاةِ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ، ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلّٰى بِهِمْ، فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ، قَالَ لِمَنْ حَضَرَهُ عَلٰى رِسْلِكُمْ،

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

أُعْلِمُكُمْ وَأَبْشِرُوْا أَنَّ مِنْ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ يُصَلِّي هٰذِهِ السَّاعَةَ غَيْرُكُمْ (مسلم، رقم الحديث ١٤٦١ "٢٢٤")

ترجمہ: میں اور میرے ساتھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی کام میں مصروف تھے، یہاں تک کہ نماز میں تاخیر ہوگئی اور آدھی رات کے بعد تک کا وقت ہوگیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی، پھر جب نماز پوری ہوگئی، تو جو لوگ اس وقت موجود تھے، ان سے فرمایا کہ ذرا ٹھہرو میں تمہیں بتاتا ہوں، اور تمہیں خوشخبری ہو کہ تمہارے اوپر اللہ کی یہ نعمت ہے کہ لوگوں میں سے اس وقت تمہارے علاوہ کسی نے نماز نہیں پڑھی (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبادتِ الٰہی کی توفیق حاصل ہونا بھی نعمتِ الٰہی میں داخل ہے، پس اللہ کی نعمتیں بہت عام ہیں، جو دنیا کے اعتبار سے بھی ہیں اور آخرت کے اعتبار سے بھی، اور اللہ کی نعمتوں پر شکر کرنا ضروری ہے، اور نعمتوں کا انکار کرنا یا شکر نہ کرنا، یہ ناشکری اور کفرانِ نعمت یا تبدیلِ نعمت میں داخل ہے۔

Idara Ghufran

مطبوعاتِ ادارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ: ارکانِ اسلام — اضافہ و تحقیق شدہ دوسرا ایڈیشن

زکاۃ
کے
فضائل و احکام

قرآن و سنت اور اسلامی فقہ کی روشنی میں زکاۃ کی فرضیت و اہمیت
زکاۃ کے فضائل و فوائد، ترکِ زکاۃ کے نقصانات اور وعیدیں، زکاۃ کی اقسام،
سونے چاندی، مالِ تجارت اور کرنسی کی زکاۃ اور سائمہ جانوروں کی زکاۃ کے قدیم
وجدید مفصل و مدلل باحوالہ احکام
زکاۃ کے متعلق اہم امور و مسائل پر علمی و تحقیقی کلام

مصنف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ: اصلاحِ افکار

مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے افکار
اور
تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کے نظریات
کا تحقیقی جائزہ

فلسفہ اور فکرِ ولی اللّٰہی و مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے متعلق اہلِ علم و اہلِ افتاء کی آرا
تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی طرف نسبت کی حقیقت۔
مولانا عبیداللہ سندھی کی طرف منسوب غیر معتدل و شاذ افکار پر کلام
مولانا سندھی اور تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کے متعلق متعدد اکابر
اور اہلِ علم و اہلِ قلم حضرات کی آرا و تحریرات اور فتاویٰ

مؤلف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

باسمہٖ تعالیٰ

(بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل و احکام) — (اضافہ و اصلاح شدہ جدید ایڈیشن)

ماہِ محرم کے فضائل و احکام

اس رسالہ میں قرآن حدیث، فقہ اور سلفِ صالحین کی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی سال کے پہلے مہینے ”محرم الحرام“ کے فضائل، مسائل، احکام و منکرات کو مدلل و مفصل اور سہل انداز میں جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور اسلامی و قمری سن و ماہ کی اہمیت اور اس کے مقابلہ میں دوسرے نظاموں کے حقائق کو واضح کیا گیا ہے اور عاشورہ یعنی دس محرم کے دن کی فضیلت و اہمیت اور اس سے متعلقہ احکامات و منکرات کا جائزہ لیا گیا ہے، نیز اس مہینہ کی نسبت سے معاشرے میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کا معتدل و مثبت انداز میں ازالہ کیا گیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی

مؤلف
مفتی محمد رضوان
مدیر
ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ: اصلاح و تزکیہ

وساوِس اور حقائق

قرآن و سنت، فقہاء و محدثین اور اہل السنہ والجماعۃ کی تعلیمات و ہدایات کی روشنی میں وسوسوں کی حقیقت اور ان کے احکام، وسوسوں کی اقسام و انواع، وسوسوں کے گناہ ہونے نہ ہونے کا حکم، وسوسوں پر عمل اور ان کی تصدیق کے نتائج و نقصانات، وہم اور مالیخولیا کی بیماری کی حقیقت اور اس سے متعلق واقعات، ایمان، گناہ، ناپاکی، حرمت، طہارت، استنجاء، وضو، غسل، نماز، طلاق اور خواب وغیرہ سے متعلق وسوسوں پر تفصیلی کلام، پاکی و ناپاکی اور حلت و حرمت سے متعلق اہم اصول اور مسائل، اور ناپاک چیز کو پاک کرنے کی سہل و آسان صورتیں، وسوسوں کے ضرر و نقصان سے حفاظت کا طریقہ۔

مصنف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

درسِ حدیث مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

نظر لگنے کی حقیقت اور اس کا علاجِ نبوی (آٹھویں وآخری قسط)

جان، مال وغیرہ کی حفاظت کی چند مسنون دعائیں

کئی احادیث میں مختلف ایسی دعاؤں کا ذکر آیا ہے کہ ان کا اہتمام کرنے سے جان ومال اور دوسری نعمتوں کی نظرِ بد وغیرہ سے حفاظت رہتی ہے، ان چیزوں کو نظرِ بد سے محفوظ رکھنے کے لئے مسنون دعاؤں کا بھی اہتمام کرنا مفید ہے، جن میں سے چند دعاؤں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

نعمتوں سے محروم نہ ہونے کی مسنون دعاء

اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ نعمتوں کی برکت سے محروم نہ ہونے اور جو چیزیں حاصل نہیں، ان کے فتنہ سے حفاظت کے لئے اس دعاء کا اہتمام کرنا چاہئے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ خَطَئِیْ. وَعَمْدِیْ. وَھَزْلِیْ. وَجِدِّیْ. وَلَا تَحْرِمْنِیْ بَرَکَۃَ مَا أَعْطَیْتَنِیْ. وَلَا تَفْتِنِّیْ فِیْمَا حَرَمْتَنِیْ.

ترجمہ: اے اللہ! میری مغفرت فرمادیجئے، میری خطاؤں کی بھی، اور میرے جان بوجھ کر اور مذاق کے اور حقیقت کے گناہوں کی بھی، اور مجھے ان نعمتوں کی برکت سے محروم نہ فرمایئے، جو آپ نے مجھے عطا کی ہیں، اور مجھے ان چیزوں کے متعلق فتنہ میں مبتلا نہ کیجئے، جن سے آپ نے مجھے محروم رکھا ہے (طبرانی) [۱]

---

[۱] عن أبی بن کعب قال :قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم :ألا أعلمک ما علمنی جبریل صلی اللہ علیہ وسلم؟ ، قلت :بلی یا رسول اللہ قال :قل :اللھم اغفر لی خطئی، وعمدی، وھزلی، وجدی، ولا تحرمنی برکۃ ما أعطیتنی، ولا تفتنی فیما حرمتنی(المعجم الاوسط، رقم الحدیث ۷۱۱۰)

قال الھیثمی: رواہ الطبرانی فی الأوسط، ورجالہ رجال الصحیح غیر عصمۃ أبی حکیمۃ، وھو ثقۃ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۷۳۵۹)

Idara Ghufran

جسم اور اعضاء کی حفاظت وسلامتی کی مسنون دعاء

قوتِ سماعت وبصارت کی حفاظت اور دین وجسم کی عافیت وسلامتی اور دشمنوں پر غلبہ پانے کی دعاء اس طرح کرنی چاہئے:

اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِسَمْعِیْ وَبَصَرِیْ حَتّٰی تَجْعَلَھُمَا الْوَارِثَ مِنِّیْ. وَعَافِنِیْ فِیْ دِیْنِیْ وَجَسَدِیْ. وَانْصُرْنِیْ مِمَّنْ ظَلَمَنِیْ حَتّٰی تُرِیَنِیْ فِیْہِ ثَأْرِیْ. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ. وَفَوَّضْتُ أَمْرِیْ اِلَیْکَ. وَأَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ. وَخَلَّیْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ. لَا مَلْجَأَ مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ. آمَنْتُ بِرَسُوْلِکَ الَّذِیْ أَرْسَلْتَ. وَبِکِتَابِکَ الَّذِیْ أَنْزَلْتَ .

ترجمہ: اے اللہ! مجھے میری سماعت اور بصارت سے فائدہ پہنچایئے، یہاں تک کہ ان کو میرا وارث بنادیجئے (یعنی میری زندگی تک باقی رکھئے) اور مجھے میرے دین اور میرے جسم میں عافیت (وسلامتی) عطا فرمایئے، اور مجھ پر جو ظلم کرے، اس کے خلاف میری مدد فرمایئے، یہاں تک کہ مجھے اس کے اندر میرا بدلہ دکھادیجئے۔

اے اللہ! میں نے اپنی جان آپ کے حوالہ کردی، اور میں نے اپنے معاملہ کو آپ کی طرف سپرد کردیا، اور میں نے اپنی پشت آپ کے حوالہ کردی، اور میں نے اپنے چہرہ کو تنہا آپ کی طرف کردیا، آپ کے علاوہ کسی کی طرف ٹھکانہ نہیں، میں آپ کے رسول پر ایمان لایا، جس کو آپ نے بھیجا، اور آپ کی کتاب پر ایمان لایا، جسے آپ نے نازل فرمایا (حاکم) [1]

---

[1] عن علی رضی اللہ عنہ، قال : کان من دعاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : اللھم متعنی بسمعی وبصری حتی تجعلھما الوارث منی، وعافنی فی دینی وجسدی، وانصرنی ممن ظلمنی حتی ترینی فیہ ثأری، اللھم إنی أسلمت نفسی إلیک، وفوضت أمری إلیک، وألجأت ظھری إلیک، وخلیت وجھی إلیک، لا ملجأ منک إلا إلیک، آمنت برسولک الذی أرسلت، وبکتابک الذی أنزلت (مستدرک حاکم ،رقم الحدیث ، رقم الحدیث ۱۹۳۳)

قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح الإسناد، ولم یخرجاہ .وحسین بن علی ھذا الذی روی عنہ موسی بن عقبۃ، وھو حسین الأصغر الذی أدرکہ عبد اللہ بن المبارک، وروی عنہ حدیث مواقیت الصلاۃ.

وقال ابن حجر: ھذا حدیث حسن، ورواتہ ثقات، أخرجہ الحاکم وصححہ (نتائج الافکار لابن حجر، ج۳، ص۸۷،باب :ما یقول إذا أراد النوم واضطجع علی فراشہ، المجلس ۲۳۸)

وقال الالبانی: صحیح (صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ، تحت رقم الحدیث ۱۲۶۹)

Idara Ghufran

زمین اور گھر میں برکت اور کھیتی کی حفاظت کی مسنون دعاء

زمین اور گھر میں برکت اور کھیتی کی آفات وبلیات سے حفاظت کی دعاء اس طرح کرنی چاہئے:

اَللّٰھُمَّ ضَعْ فِیْ أَرْضِنَا بَرَکَتَھَا. وَزِیْنَتَھَا. وَسَکَنَھَا.

ترجمہ: اے اللہ! ہماری زمین میں اس کی برکت کو، اور اس کی زینت اور اس کے رہنے والوں کی رونق کو رکھ دیجئے (طبرانی) [1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کو جمع کرنے والی دعاء

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک جامع دعاء تعلیم فرمائی، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام دعاؤں کا اصولی انداز میں ذکر ہے، وہ دعاء یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ عَاجِلِہٖ وَآجِلِہٖ. مَا عَلِمْتُ مِنْہُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ. وَأَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّہٖ عَاجِلِہٖ وَآجِلِہٖ. مَا عَلِمْتُ مِنْہُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ. اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَکَ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ. وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ بِہٖ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ. اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ الْجَنَّۃَ وَمَا قَرَّبَ إِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ. وَأَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ. وَأَسْأَلُکَ أَنْ تَجْعَلَ کُلَّ قَضَاءٍ قَضَیْتَہٗ لِیْ خَیْرًا.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے دنیا وآخرت کی تمام خیر کی چیزوں کا سوال کرتا ہوں، جن کا مجھے علم ہے ان کا بھی، اور جن کا مجھے علم نہیں ہے ان کا بھی، اور میں آپ کے ذریعے سے دنیا وآخرت کی تمام شر والی چیزوں سے پناہ (وحفاظت) طلب کرتا ہوں، جن کا مجھے علم ہے ان سے بھی، اور جن کا مجھے علم نہیں ان سے بھی، اے اللہ! میں آپ سے اس خیر کا سوال کرتا ہوں جس کا آپ سے آپ کے بندے اور نبی نے سوال کیا، اور میں آپ کے ذریعے سے اس شر سے پناہ (وحفاظت) مانگتا ہوں، جس کی پناہ (وحفاظت) آپ کے بندے اور نبی نے مانگی، اے اللہ! میں آپ سے جنت کا سوال کرتا ہوں، اور ایسے قول یا عمل کا بھی جو جنت کے

---

[1] عن سمرة، أن رسول الله ﷺ كان يدعو :اللهم ضع فی أرضنا بركتها، وزينتها، وسكنها (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۴۶۹۲، فوائد تمام، رقم الحديث ۸۰)

قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الأوسط، وإسناده جيد. (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۴۲۵)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

قریب کرے، اور میں آپ کے ذریعے سے جہنم سے پناہ (وحفاظت) چاہتا ہوں، اور ایسے قول یا عمل سے بھی جو جہنم کے قریب کرے، اور میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ جو بھی آپ میرے لئے فیصلہ فرمائیں، وہ خیر والا فرمائیں (ابنِ ماجہ) [1]

اس طرح کی دعاء ایک اور سند سے بھی مروی ہے، مگر اس کو بعض حضرات نے غریب اور ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] عن عائشة، أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- علمها هذا الدعاء ": اللهم إني أسألك من الخير كله، عاجله وآجله، ما علمت منه وما لم أعلم، وأعوذ بك من الشر كله، عاجله وآجله، ما علمت منه وما لم أعلم، اللهم إني أسألك من خير ما سألك عبدك ونبيك، وأعوذ بك من شر ما عاذ به عبدك ونبيك، اللهم إني أسألك الجنة وما قرب إليها من قول أو عمل، وأعوذ بك من النار وما قرب إليها من قول أو عمل، وأسألك أن تجعل كل قضاء قضيته لي خيرا"(سنن ابنِ ماجه،رقم الحديث ۳۸۴۶، كتاب الدعاء، باب الجوامع من الدعاء ،دار إحياء الكتب العربية، مسند احمد رقم الحديث ۲۵۰۱۹ ،مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۲۹۹۵۷، مستدرك حاكم رقم الحديث ۱۹۱۴)

قال شعيب الانؤوط: اسناده صحيح(حاشية ابنِ ماجه،حاشية مسند احمد)

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الاسناد ، ولم يخرجاه.

[2] عن أبي أمامة، قال :دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم بدعاء كثير لم نحفظ منه شيئا، قلنا :يا رسول الله دعوت بدعاء كثير لم نحفظ منه شيئا، فقال " :ألا أدلكم على ما يجمع ذلك كله، تقول :اللهم إنا نسألك من خير ما سألك منه نبيك محمد صلى الله عليه وسلم ونعوذ بك من شر ما استعاذ منه نبيك محمد صلى الله عليه وسلم، وأنت المستعان، وعليك البلاغ، ولا حول ولا قوة إلا بالله (سنن الترمذي،رقم الحديث ۳۵۲۱)

قال الترمذي:هذا حديث حسن غريب .

وقال الالباني:ضعيف لاختلاط ليث بن أبي سليم(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۳۳۵۶)

Idara Ghufran

مقالات ومضامین　(جنت کے قرآنی مناظر:۳۲)　مفتی محمد امجد حسین

جنتی زندگی کی چھ خصوصیات

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ .فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ .يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ. كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ .يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ .لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ .فَضْلًا مِنْ رَبِّكَ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (سورة الدخان آیت ۵۱ تا۵۷)

ترجمہ: پرہیز گار لوگ یقیناً امن وسکون والے ٹھکانوں میں ہوں گے، باغوں میں اور چشموں میں، سندس (باریک، ملائم ریشم) اور استبراق (نسبتاً گاڑھا ریشم) کے ملبوسات پہنے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے، ان کے ساتھ اسی طرح (انعام واکرام کا) معاملہ ہوگا اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کا ان سے بیاہ کر دیں گے۔ وہ وہاں بڑے اطمینان سے ہر قسم کے میوے منگواتے ہوں گے، پہلی موت (جو دنیا کی زندگی کے اختتام پر آچکی تھی) کے علاوہ وہ وہاں کسی اور موت کا مزہ نہیں چکھیں گے، اللہ تعالیٰ انہیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ یہ سب تمہارے پروردگار کی طرف سے فضل ہوگا، یہی ہے بڑی سے بڑی کامیابی۔

سندس واستبرق

سندس اور استبرق ریشم کی دو قسمیں ہیں، سندس نفیس، ملائم اور باریک ریشم کو کہتے ہیں اور استبرق میں ملائمت کی بجائے گاڑھا پن غالب ہوتا ہے دونوں میں فرق کی ایک تعبیر یوں بھی کی جاتی ہے کہ سندس اعلیٰ دبیز اور دودھیا ریشم کو کہتے ہیں جس سے کوئی قیمتی لباس پوشاک سلتی ہے جبکہ استبرق نسبتاً ہلکے اور کم قیمت ریشم کو کہتے ہیں جو لباس پوشاک کے استر وغیرہ ثانوی استعمال میں کام آتی ہے مثلاً سندس سے قمیص بنے گی تو استبرق شمیص کے لئے استعمال ہوگی، کوٹ، واسکٹ، اچکن سندس سے بنے گی تو اس کا اندرونی استر استبرق کا ہوگا۔

حورِ عین

حور حوراء کی اور عین عیناء کی جمع ہے۔ حوراء گہری سفیدی کے معنی میں آتا ہے۔ آنکھ کی سفیدی شدید سفید اور

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

سیاہی شدید سیاہ ہو تو کہتے ہیں ''حورت العین''! آنکھ کی یہ شدت سواد و بیاض حسن کی علامت ہے، ہرن کی آنکھ کی سیاہی حسن میں ضرب المثل ہے، چنانچہ فارسی میں اور اس کے اثر سے اردو میں حسین آنکھوں والے کو آہو چشم کہتے ہیں یعنی ہرن جیسی آنکھوں والا، آہو چشم کی طرح اس معنی کے لئے چشمِ غزال کی ترکیب بھی مستعمل ہے، کیونکہ عربی میں ہرنی کو غزال بھی کہتے ہیں، علامہ اقبال رحمہ اللہ نے اندلس پر اپنی نظم میں اندلس کے ماضی مرحوم کا مرثیہ پڑھتے ہوئے وہاں کے حسین نگاہوں کا یوں ذکر کیا ہے:

آج بھی اس دیس میں عام ہے چشمِ غزال　　　اور نگاہوں کے تیر آج بھی ہیں دلنشیں

اپنے محبوب و ممدوح کی آنکھوں کو غایت حسن میں ھرنی کی آنکھوں سے تشبیہ دیتے ہوئے ایک عرب شاعر ہرنیوں سے یوں خطاب کرتا ہے:

بِاللّٰهِ يَا ظَبْيَاتُ الْقَاعِ قُلْنَ لَنَا　　　اَلَيْلَایَ مِنْكُنَّ اَمْ لَيْلٰى مِنَ الْبَشَرِ

کہ اے بیابان کی ہرنیو! تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں ذرا مجھے بتاؤ تو سہی میری لیلیٰ تمہاری ہم جنس ہے یا وہ انسانی نسل سے ہے (آنکھوں سے تو وہ بھی ہرنی لگتی ہے) اسی طرح یہ مصرعہ ہے:

غزالاں! تم تو واقف ہو کہو مجنوں کے مرنے کی

مجنوں بیاباں نشیں تھا یہاں لیلیٰ کے متبادل حسن کا جلوہ اسے غزالوں یعنی ہرنیوں کی صورت میں ہی نظر نواز ہو سکتا تھا۔

عیناء۔ کشادہ اور خوبصورت آنکھوں والی۔ آنکھ کی پتلی کا موٹا، ابھرا ہوا ہونا، آنکھوں کے گوشوں کا کشادہ ہونا، یہ بھی حسن کی علامت ہے۔

جنتی خواتین حور عین ہوں گی، گوری چٹی، حسین و خوبرو، موٹی سرمگیں آنکھوں والی ہوں گی، ان کے اس سراپا حسن کو ''حور عین'' سے قرآن مجید نے موسوم کیا ہے۔

موت کی موت

زندگی سے شائد تنگ آئے کسی شاعر نے کہا تھا۔ ؎

خوب آئی اے موت! تیری عمر بڑی ہو

لیکن قیامت کے دن اس موت کو بھی موت آجائے گی جس کے بعد ہمیشہ کے لئے موت کا قصہ پاک ہو جائے گا۔ ان مذکورہ آیات میں ہے:

لایذوقون فیها الموت الا الموتة الاولیٰ

Idara Ghufran

کہ اہل جنت دنیوی موت کے بعد اب کبھی موت کا ذائقہ نہیں چکھیں گے، ہمیشہ کی زندگی وہاں ہوگی۔

صحیحین کی روایت میں ہے موت کو اس دن مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا پھر جنت وجہنم کے درمیان ایک مقام پر کھڑا کر کے ذبح کیا جائے گا اس کے بعد اعلان ہوگا کہ اے اہل جنت! ہمیشہ جیتے رہو پس اب موت نہ ہوگی اور اے اہل نار تمہیں بھی دائمی جینا ہے۔ [1] اب موت نہیں۔

اسی طرح صحیح مسلم میں منقول ہے کہ اہل جنت سے خطاب ہوگا کہ تمہارے لئے یہ ہے کہ اب تم ہمیشہ تندرست رہوگے کبھی بیمار نہ پڑوگے اور تمہارے لئے یہ ہے کہ ہمیشہ زندہ رہوں گی کبھی فوت نہ ہوگے، اور تمہارے لئے یہ ہے کہ ہمیشہ راحت وعیش میں رہوگے کبھی ناگواری ودکھ نہ جھیلوگے، نہ دیکھوگے اور یہ بھی کہ ہمیشہ جوان رہوگے کبھی بڑھاپا نہ دیکھوگے۔ [2]

مذکورہ آیات میں جنتی نعمتوں کی چھ ایسی خصوصیات یا اصناف واقسام سامنے آتی ہیں جو انسان کی تمام ضروریات، ترجیحات، تمناؤں اور منتہائے مقصود کا احاطہ کرتی ہیں، اس کے بعد کچھ باقی نہیں رہ جاتا، اور یہ سب چیزیں دنیا میں کبھی حاصل نہیں ہوسکتیں، دنیا ایسا عالم ہی نہیں جہاں یہ سب چیزیں جمع وفراہم ہو سکیں، ملاحظہ ہوں:

۱۔ رہائش ومکان عمدہ سے عمدہ (فی مقام امین) (فی جنّٰت وعیون)

2۔ عمدہ لباس (یلبسون من سندس)

3۔ عمدہ خوراک (یدعون فیہا بکل فاکہۃ آمنین)

4۔ بہتر ومثالی شریک زندگی، بیویاں (زوجنا ہم بحور عین)

---

[1] عن أبی سعید الخدری رضی الله عنه، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :يؤتى بالموت كهيئة كبش أملح، فينادی مناد :يا أهل الجنة، فيشرئبون وينظرون، فيقول :هل تعرفون هذا؟ فيقولون :نعم، هذا الموت، وكلهم قد رآه، ثم ينادی :يا أهل النار، فيشرئبون وينظرون، فيقول :وهل تعرفون هذا؟ فيقولون :نعم، هذا الموت، وكلهم قد رآه، فيذبح ثم يقول :يا أهل الجنة خلود فلا موت، ويا أهل النار خلود فلا موت(بخاری، رقم الحدیث ۴۷۳۰)

[2] عن أبی سعید الخدری، وأبی هريرة، عن النبی صلى الله عليه وسلم قال " :ينادی مناد :إن لكم أن تصحوا فلا تسقموا أبدا، وإن لكم أن تحيوا فلا تموتوا أبدا، وإن لكم أن تشبوا فلا تهرموا أبدا، وإن لكم أن تنعموا فلا تبأسوا أبدا "(مسلم، رقم الحدیث ۲۸۳۷"۲۲")

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

5۔ ان تمام نعمتوں کے باقی رہنے کی ضمانت، ہمیشہ ہمیشہ کے ئے (لایذوقون فیہا الموت)

6۔ رنج وتکلیف اور ہر طرح کی ناگواریوں سے ہمیشہ محفوظ و مامون رہنے کی ضمانت (امین، آمنین، وقہم عذاب الجحیم)۔ پہلی چار چیزیں تو دنیا میں ایک درجے میں حاصل بھی ہو جاتی ہیں جبکہ آخری دو چیزیں تو دنیا میں پائی ہی نہیں جاتیں۔

روٹی کپڑا اور مکان

دنیا میں تو یہ حال ہے کہ مذکورہ پہلی تین نعمتوں کے سبز باغ پچھلی صدی میں سوشلزم نے انسانیت کو بڑی بلند آہنگی کے ساتھ دکھائے اور پاکستان میں ایک پارٹی پچھلے دنوں تک یہ نعرہ لگاتی رہی۔ روٹی کپڑا اور مکان، مانگ رہا ہے ہر انسان۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ انسانیت کو اس سنہرے شکنجے میں جکڑ کر کن کن چیزوں سے محروم کیا گیا، اور انسانیت کی کس کس طرح مٹی پلید کی گئی، سوویت روس اور مشرقی یورپ 90 کے عشرے سے پہلے کی تاریخ ملاحظہ کی جاسکتی ہے اور ان تین چیزوں کی بجائے بھی ''گولی، کفن اور قبرستان'' کی ہی سب سے زیادہ ارزانی اور عام فراہمی سوشلسٹ ریاستوں میں رہی۔ نعیم صدیقی مرحوم نے سوشلزم کی پوری ہسٹری کو اپنی نظم کے ایک ہی بند میں سمویا ہے اور خوب سمویا ہے، ملاحظہ ہو۔

تاریخ نے پوچھا اے لوگو! یہ دنیا کس کی دنیا ہے؟
محنت نے کہا یہ میری ہے اور دنیا نے یہ مان لیا، پھر روح دبی، پھر پیٹ بڑھے،
افکار سڑے، کردار گرے، ایمان لٹے اخلاق جلے انسان نرے حیوان بنے،
دنیا نے بالآخر محنت کو پہچان لیا، پہچان لیا۔

Idara Ghufran

مقالات ومضامین (بسلسلہ دفاعِ پاکستان قسط:۹) مفتی محمد امجد حسین

اسلام کی بنیاد پر یہ ملک بنا ہے

1973ء کے آئین کی نمایاں اسلامی دفعات

اسلام کو 1973ء کے آئین میں سابقہ 56ء اور 62ء کے دساتیر کی نسبت زیادہ بلند بانگ دعوں کے ساتھ شاملِ دستور کیا گیا ہے۔ [۱]

مثلاً آئین کے دیباچہ (قرارداد مقاصد) میں تحریر کیا گیا ہے کہ تمام اقتدارِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے، وہی مقتدر ہے۔ [۲]

دفعہ۲ میں ہے کہ اسلام پاکستان کا مملکتی مذہب ہوگا، دفعہ۲۰ میں ہے کہ قانون، امن عامہ اور اخلاق کے تابع (الف) ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کا حق ہوگا۔

(ب) ہر مذہبی گروہ اور اس کے ہر فرقے کو اپنے مذہبی ادارے قائم کرنے، برقرار اور ان کا انتظام کرنے کا حق ہوگا، دفعہ 36 میں ہے مملکت، اقلیتوں کے جائز حقوق اور مفادات کا جن میں وفاقی اور صوبائی

---

[۱] پاکستان کا رائج الوقت آئین 14 اگست 1973ء کو نافذ ہوا (تا حال اس میں 21 ترمیمات ہوئی ہیں) 1973ء کا یہ آئین پارلیمانی طرز حکومت پر مبنی ہے جس میں وزیر اعظم اسمبلی کے سامنے "جوابدہ" ہوتا ہے صوبائی اسمبلیاں بھی بالغ رائے دہی کی بنیاد پر عوام کے منتخب نمائندوں پر مشتمل ہوتی ہیں، صوبائی وزیر اعلیٰ بھی صوبائی اسمبلی کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے، صدر مملکت کا انتخاب قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان کرتے ہیں لیکن اس کے اختیارات رسمی ہیں اصل اختیارات وزیر اعظم کے ہوتے ہیں (صدر کے اختیارات پہلے مرحوم ضیاء الحق کے دور میں آٹھویں ترمیم ہوکر بڑھے، جو نوے کی دہائی میں دوبارہ ترمیم ہوکر حسب سابق کر دیئے گئے، پھر صدر پرویز مشرف کے دور صدارت میں اس وقت کی پارلیمان نے ترمیم کے ذریعے بڑھائے جو بعد میں دوبارہ صدر زرداری کے دور میں کم کر دیئے گئے اب ابتدائی آئین کے مطابق صدر کے اختیارات رسمی ہیں)

73ء کے آئین میں پارلیمنٹ دو ایوانوں پر مشتمل ہے ایوان بالا یعنی سینٹ، ایوان زیریں یعنی قومی اسمبلی، برخلاف سابقہ 56ء اور 62ء کے آئین کے کہ اس میں پارلیمان ایک ایوانی تھی، 73ء کا آئین 280 دفعات پر مشتمل ہے۔

[۲] قراردادِ مقاصد 73ء کے آئین کا دیباچہ اور ابتدائیہ تھا لیکن ابتدائیہ چونکہ دستور کا موضوعہ حصہ نہیں ہوتا اس لئے قرارداد مقاصد میں متعین کردہ اصول صرف بغرض رہنمائی عمومی اصول کے طور پر سامنے رکھے جا سکتے تھے، 1985ء میں صدر پاکستان جناب ضیاء الحق مرحوم کے فرمان نمبر 14 کے ذریعے دستور پاکستان میں ترمیم کر کے آرٹیکل 12 (الف) کا اضافہ کیا گیا جس کی عبارت یہ ہے "ضمیمہ میں نقل کردہ قرارداد مقاصد میں بیان کردہ اصول اور احکام کو بذریعہ ھٰذا دستور کا مستقل حصہ قرار دیا جاتا ہے اور وہ بحسبہٖ مؤثر ہوں گے"، لیکن اس تبدیلی کے قانونی اثرات ابھی اعلیٰ عدالتوں میں زیر بحث ہیں

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ملازمتوں میں ان کی مناسب نمائندگی شامل ہے، تحفظ کرے گی، (فقہ اسلامی میں اقلیتوں کے امور و مسائل احکام الذمیین کے تحت زیر بحث آتے ہیں)

دفعہ ۳۱ میں ہے:

(۱) پاکستان کے مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی اسلام کے بنیادی اصولوں اور اساسی تصورات کے مطابق مرتب کرنے کے قابل بنانے کے لئے اور انہیں ایسی سہولتیں مہیا کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں گے جن کی مدد سے وہ قرآن پاک اور سنت کے مطابق زندگی کا مفہوم سمجھ سکیں۔

(۲) پاکستان کے مسلمانوں کے بارے میں مملکت مندرجہ ذیل کے لئے کوشش کرے گی۔

(الف) قرآن پاک اور اسلامیات کی تعلیم کو لازمی قرار دینا، عربی زبان سیکھنے کی حوصلہ افزائی کرنا، اور اس کے لئے سہولت بہم پہنچانا اور قرآن پاک کی صحیح اور من وعن طباعت واشاعت کا اہتمام کرنا۔

(ب) اتحاد اور اسلامی اخلاقی معیاروں کی پابندی کو فروغ دینا۔

(ج) زکوۃ (عشر) اوقاف اور مساجد کی باقاعدہ تنظیم کا اہتمام کرنا۔

دفعہ ۴۰ میں ہے، مملکت اس بات کی کوشش کرے گی کہ اسلامی اتحاد کی بنیاد پر مسلم ممالک کے مابین برادرانہ تعلقات کو برقرار رکھا جائے اور مستحکم کیا جائے (اس کے علاوہ دیگر ملکوں اور قوموں سے تعلقات اور بین الاقوامی تنازعات میں پاکستان کے کردار کا بھی اسی دفعہ میں ذکر ہے)

دفعہ ۲۲۷ میں ہے (۱) تمام موجودہ قوانین کو قرآن پاک اور سنت میں منضبط اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا، جن کا اس حصے میں بطور اسلامی احکام حوالہ دیا گیا ہے اور ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو مذکورہ احکام کے منافی ہو۔

تشریح (کسی مسلم فرقے کے قانون شخصی پر اس شق کا اطلاق کرتے ہوئے عبارت ''قرآن وسنت'' سے مذکورہ فرقے کی کی ہوئی توضیح کے مطابق قرآن وسنت مراد ہوگی) [۱]

---

[۱] اس طرح اس دفعہ کی شق (۱) میں دو باتیں طے کی گئی ہیں

(۱) گذشتہ قوانین کو اسلام کے مطابق بنانا۔

(ب) تمام نئے قوانین اسلام کے مطابق بنانا، اور شق (۱) کی تشریح میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ قرآن وسنت کے مفاہیم ومرادات میں جو فقہی اختلافات ہیں تو ہر اسلامی فرقے یا مذہبی گروہ پر قرآن وسنت کے احکام کا شخصی اطلاق ان کی قرآن وسنت کی تعبیر وتوضیح کے تحت کیا جائے گا۔ اور شق (۳) میں غیر مسلم شہریوں کے عائلی وشخصی قوانین کو بھی تحفظ دیدیا گیا ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(۲) شق (ا) کے احکام کو صرف اس طریقہ کے مطابق نافذ کیا جائے گا جو اس حصہ میں منضبط ہے۔

(۳) اس حصہ میں کسی امر کا غیر مسلم شہریوں کے قوانین شخصی یا شہریوں کے بطور ان کی حیثیت پر اثر نہیں پڑے گا۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی ہیئت ترکیبی

73ء کے آئین کی دفعہ 228 تا 231 اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل، دائرہ کار، اور دفعہ 227 کے تحت اسلامی نظام کے نفاذ کے حوالے سے اس کونسل کی ذمہ داریوں اور قوانین کو اسلامیانے کے لئے اس کے کردار سے بحث کرتی ہیں۔

دفعہ ۲۲۸ میں ہے (ا) یوم آغاز سے نوے دن کی مدت کے اندر اسلامی نظریات کی ایک کونسل تشکیل دی جائے گی جس کا اس حصے میں بطور اسلامی کونسل حوالہ دیا گیا ہے۔

(۲) اسلامی کونسل کم از کم آٹھ اور زیادہ سے زیادہ بیس ایسے ارکان پر مشتمل ہوگی جس طرح کہ صدر ان ارکان میں سے مقرر کرے جنہیں اسلام کے اصولوں اور فلسفے کا جس طرح کہ قرآن پاک اور سنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے علم ہو یا پاکستان کے اقتصادی، سیاسی، قانونی اور انتظامی مسائل کا فہم وادراک ہو۔

(۳) اسلامی کونسل کے ارکان مقرر کرتے وقت ان امور کا تعین کرے گا کہ:

(الف) جہاں تک قابل عمل ہو کونسل میں مختلف مکاتب فکر کو نمائندگی حاصل ہو۔

(ب) کم از کم دو ارکان ایسے ہوں جن میں سے ہر ایک عدالت عظمیٰ یا کسی عدالت کا جج ہو یا رہا ہو۔

(ج) کم از کم چار ارکان ایسے ہوں جن میں سے ہر ایک کم سے کم پندرہ سال کی مدت سے اسلامی تحقیق یا تدریس کے کام سے وابستہ چلا آ رہا ہو، اور

(د) کم از کم ایک رکن خاتون ہو۔

(۴) صدر اسلامی کونسل کے ارکان میں سے ایک کو اس کا چیئرمین مقرر کرے گا (آگے اس دفعہ کی شق 5 اور 6 ارکان کے عزل ونصب وغیرہ کے متعلق ہے)

اسلامی نظریاتی کونسل سے پارلیمان کی دینی امور میں مشورہ طلبی

دفعہ ۲۲۹ میں ہے:

(ا) اسلامی کونسل کے کارہائے منصبی حسب ذیل ہوں گے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(الف) مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور صوبائی اسمبلیوں سے ایسے ذرائع اور وسائل کی سفارش کرنا جن سے پاکستان کے مسلمانوں کو اپنی زندگیاں انفرادی اور اجتماعی طور پر ہر لحاظ سے اسلام کے ان اصولوں اور تصورات کے مطابق ڈالنے کی ترغیب اور امداد ملے جن کا قرآن پاک اور سنت میں تعین کیا گیا ہے۔

(ب) کسی ایوان، کسی صوبائی اسمبلی، صدر یا کسی گورنر کو کسی ایسے سوال کے بارے میں مشورہ دینا جس میں کونسل سے اس بابت رجوع کیا گیا ہو کہ آیا کوئی مجوزہ قانون اسلامی احکام کے منافی ہے یا نہیں۔

(ج) ایسی تدابیر کی جن سے نافذ العمل قوانین کو اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا نیز ان مراحل کی جن سے گزر کر محولہ تدابیر کا نفاذ عمل میں لانا چاہیے، سفارش کرنا، اور

(د) {مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور صوبائی اسمبلیوں کی رہنمائی کے لئے اسلام کے ایسے احکام کی ایک موزوں شکل میں تدوین کرنا جنہیں قانونی طور پر نافذ کیا جا سکے،

(۲) جب آرٹیکل ۲۲۹ کے تحت، کوئی سوال کسی ایوان، کسی صوبائی اسمبلی، صدر یا کسی گورنر کی طرف سے اسلامی کونسل کو بھیجا جائے، تو کونسل اس کے بعد پندرہ دن کے اندر اس ایوان، اسمبلی، صدر یا گورنر کو جیسی بھی صورت ہو اس مدت سے مطلع کرے گی جس کے اندر وہ مذکورہ مشورہ فراہم کرنے کی توقع رکھتی ہے۔

(۳) جب کوئی ایوان، کوئی صوبائی اسمبلی، صدر یا گورنر، جیسی بھی صورت ہو خیال کرے کہ مفاد عامہ کی خاطر اس مجوزہ قانون کا وضع کرنا جس کے بارے میں سوال اٹھایا گیا تھا مشورہ حاصل ہونے تک ملتوی نہ کیا جائے تو اس صورت میں مذکورہ قانون مشورہ مہیا ہونے سے قبل وضع کیا جا سکے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ جب کوئی قانون اسلامی کونسل کے پاس مشورے کے لئے بھیجا جائے اور کونسل یہ مشورہ دے کہ قانون اسلامی احکام کے منافی ہے تو ایوان، یا جیسی بھی صورت ہو صوبائی اسمبلی، صدر یا گورنر اس طرح وضع کردہ قانون پر دوبارہ غور کرے گا۔

(۴) اسلامی کونسل اپنے تقرر سے سات سال کے اندر اپنی حتمی رپورٹ پیش کرے گی اور سالانہ عبوری رپورٹ پیش کیا کرے گی، یہ رپورٹ خواہ عبوری ہو یا حتمی، موصولی سے چھ ماہ کے اندر دونوں ایوانوں اور ہر صوبائی اسمبلی کے سامنے برائے بحث پیش کی جائے گی، اور مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور اسمبلی رپورٹ پر غور و خوض کرنے کے بعد حتمی رپورٹ کے بعد دو سال کی مدت کے اندر اس کی نسبت قوانین وضع کرے گی۔

Idara Ghufran

(دفعہ ۲۳۱ اسلامی نظریاتی کونسل کا اپنی کارروائی کے لئے قواعد وضوابط وضع کرنے کے اختیار کے متعلق ہے جو صدر مملکت کی منظوری کے تابع ہوں گے)

دفعہ ۴۲ میں ہے کہ عہدہ سنبھالنے سے قبل صدر، پاکستان کے چیف جسٹس کے سامنے جدول سوم میں مندرج عبارت میں حلف اٹھائے گا۔ [۱]

دفعہ ۹۱ وزیراعظم کے متعلق ہے۔ [۲]

وفاقی شرعی عدالت

دستور میں صدارتی حکم کے ذریعے بذریعہ ترمیم 1979ء (ضیاء مرحوم کا دور) میں باب تین الف کا اضافہ کیا گیا، بعدازاں 1980ء میں اس میں مزید ردوبدل ہوا۔ اس باب کا بنیادی مقصد ملک میں اسلامی شریعت کا نفاذ ممکن بنانا ہے، تقسیم کے بعد چونکہ انگریزی دور کے وضع کردہ قوانین کو ضروری ردوبدل کے بعد اپنا لیا گیا اور بعد کے دور میں ہونیوالی قانون سازی بھی بنیادی طور پر انہی خطوط پر ہوئی تھی اس لئے ان قوانین میں بہت کچھ اسلامی احکام کی رو سے متخالف تھا، قوانین کو اسلامی روح میں ڈھالنے کے لئے دستور میں اس باب (یعنی باب ۳ الف) کا اضافہ ہوا جس کے تحت وفاقی شرعی عدالت اور عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ) کے شریعت اپیلیٹ بنچ کا قیام عمل میں لایا گیا، وفاقی شرعی عدالت وسیع اختیارات کی حامل عدالت ہے جو ملک کے کسی بھی قانون کو بذات خود یا کسی شہری کی درخواست پر اسلامی احکام کے متصادم ثابت ہونے پر کالعدم اور غیر مؤثر قرار دے سکتی ہے، اس میں مناسب ترمیم کا حکم دے سکتی ہے۔

باب تین الف کی دفعات، درج ذیل ہیں:

دفعہ ۲۰۳ الف اس دفعہ میں تصریح ہے کہ اس باب کے احکام دستور کے دیگر احکام پر غالب ہوں گے۔

دفعہ ۲۰۳ ب (تعریفات)

دفعہ ۲۰۳ ج (وفاقی شرعی عدالت کی تعریف وتعارف کے متعلق ہے)

---

[۱] میں ....صدق دل سے حلف اٹھاتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں اور وحدت وتوحید قادر مطلق اللہ تبارک وتعالیٰ، کتب الٰہیہ، جن میں قرآن پاک خاتم الکتب ہے، نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت خاتم النبیین جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا، روزِ قیامت اور قرآن پاک وسنت کی جملہ مقتضیات وتعلیمات پر ایمان رکھتا ہوں۔

[۲] میں ....صدق دل سے حلف اٹھاتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں اور وحدت وتوحید قادر مطلق اللہ تبارک وتعالیٰ، کتب الٰہیہ جن میں قرآن پاک خاتم الکتب ہے، نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحیثیت خاتم النبیین جن کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، روز قیامت اور قرآن پاک اور سنت کی جملہ مقتضیات وتعلیمات پر ایمان رکھتا ہوں۔

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

دفعہ۲۰۳ج ج (علماء اور علماء کا پینل حذف کر دیا گیا)

دفعہ۲۰۳د (عدالت ہٰذا کے اختیارات، اختیارات سماعت اور کارہائے منصبی کی تفصیلات کے متعلق ہے)

دفعہ۲۰۳ہ (عدالت کے اختیارات اور ضابطہ کار کی تفصیلات کو بیان کرتی ہے)

دفعہ۲۰۳و (عدالت عظمٰی کو اپیل، اپیل کے طریقہ کار کو بیان کرتی ہے)

دفعہ۲۰۳ز (اختیار سماعت پر پابندی کو بیان کرتی ہے)

دفعہ۲۰۳ز ز (عدالت کا فیصلہ، عدالت عالیہ اور ماتحت عدالتوں کے لئے واجب التعمیل ہوگا)

دفعہ۲۰۳ح (زیر سماعت کارروائیاں وغیرہ)

دفعہ۲۰۳ط (انتظامی اقدامات وغیرہ) حذف کر دیا گیا۔

دفعہ۲۰۳ی (قواعد وضع کرنے کا اختیار)

دفعہ۲۶۰ (تعریفات)

اس دفعہ کی شق ۳ (الف) میں مسلم کی اور شق ب میں غیر مسلم کی یہ تعریف کی گئی ہے۔

"مسلم" سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو وحدت و توحید قادر مطلق اللہ تبارک وتعالیٰ، خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا ہو اور پیغمبر یا مذہبی مصلح کے طور پر کسی ایسے شخص پر ایمان نہ رکھتا ہو نہ اسے مانتا ہو جس نے حضرت محمد ﷺ کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہو یا جو دعویٰ کرے، اور (ب) "غیر مسلم" سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو مسلم نہ ہو اور اس میں عیسائی، ہندو، سکھ، بدھ یا پارسی فرقے سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص، قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کا (جو خود کو 'احمدی' یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کوئی شخص یا کوئی بہائی اور جدولی ذاتوں میں سے کسی سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص شامل ہے (مسلم اور غیر مسلم کی یہ دستوری تعریف 74ء کی تحریک ختم نبوت کے نتیجے میں ترمیم ہو کر درج ہوئی)۔

تفصیلات مع تشریحات کے لئے ملاحظہ ہو

The constitution of Islamic Republic of Pakistan

شرح اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، مفہومی ترجمہ جسٹس ریٹائرڈ منیر

Idara Ghufran

مقالات ومضامین (بسلسلہ:نظارۂ وطن) مفتی محمد امجد حسین

جامعہ حقانیہ ساہیوال، سرگودھا کا یادگار سفر (قسط۳)

خوشاب میں من وسلویٰ

بحرِ قلزم پار کر کے صحرائے سینا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل (موجودہ اسرائیل والوں کے آباؤ اجداد) من وسلویٰ کی صورت میں میٹھی ونمکین ڈشیں کھاتے اڑاتے رہے۔ [۱]

لیکن قدرت کا ودیعت کردہ یہ ''عشائے ربانی'' ان کو راس نہ آیا، بدہضمی ہونے لگی، ان میں کے ناشکرے لگے حضرت موسیٰ سے کہنے کہ ہمارے لئے ساگ پات، دال لہسن، گیہوں کا انتظام ہو جو ہم خود بوئیں، اگائیں اور کھائیں، یعنی ''اپنا اگاؤ اپنا کھاؤ''۔

ایک مومن کو تو اللہ پاک کی ہر نعمت کو من وسلویٰ ہی سمجھ کر نوش جان کرنا چاہئے، ایک ایک لقمہ جو مومن کے حلق سے نیچے اترتا ہے اس کے پیچھے اللہ پاک کے ہواؤں کے، بادلوں کے، بارشوں کے، سورج کی کرنوں کے، ندی، نالوں، چشموں، نہروں، دریاؤں، کنوؤں کے، زمین کی پرتوں کے، ہزارہا انسانوں کی محنت کے، بیل، ہل، ٹریکٹر، تھریشر وغیرہ آلات زراعت کے نوع بنوع نظام دنوں، مہینوں اور سالوں تک زیرگردش اور مصروف عمل رہے ہیں تب روٹی کا وہ نوالہ وجود میں آیا ہے جو انسان کی بھوک مٹاتا ہے، اس کی نشوونما کرتا ہے، اس کی روح وبدن کا رشتہ قائم رکھتا ہے، اس کے جسم میں خون، گوشت، پوست، رگ پٹھے، ہڈی، بال کھال کو وجود دیتا ہے، اس کے بدلے میں اللہ چاہتے ہیں کہ میرا نام لے کر یہ لقمہ کھانا شروع کرو اور اس رزق سے توانائی حاصل کر کے میری نافرمانی نہ کرو۔

خیر دریائے جہلم عبور کر کے (صحرائے سینا کی بجائے) صحرائے کے جوار میں مچھلی وغیرہ کی نمکین ڈش ''سلویٰ'' سمجھ کر ''تناول فرمانے کے بعد ہم خوشاب شہر کی طرف روانہ ہوئے، یہاں کا ڈوڈہ مشہور ہے

---

[۱] من ایک میٹھی غذا تھی جو اوس کی مانند رات کو برس کر درختوں کے پتوں، جھاڑیوں پر جم جاتی تھی اور سلویٰ بٹیرے کی مانند پرندہ تھا جو صحرائے سینا میں کثرت سے آن وارد ہوا، بڑی آسانی سے پکڑائی دیتا، یہ لوگ اسے بھون کر پکا کر کھالیتے، اس طرح نمکین اور میٹھی دونوں ڈشیں ان کی خوارک کے لئے قدرت نے مہیا فرمائیں، قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے واقعات وحالات کے ضمن میں من و سلویٰ کا تذکرہ تین جگہ آیا ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(ڈوڈہ کھوئے کی مانند ایک عمدہ مٹھائی ہے جو خوشاب کی سوغات سمجھی جاتی ہے) یہ ہمارے لئے ایک طرح کی ''من'' ہی تھی۔

شیر گڑھ پتن سے گھنٹہ بھر میں ہم خوشاب شہر پہنچے، 40 کلومیٹر کے لگ بھگ مسافت ہوگی۔

خوشاب شہر میں اس بات پر خوش گوار حیرت ہوئی کہ یہاں مین روڈ (میانوالی سے سرگودھا کی شاہراہ براستہ خوشاب) پر پورے بازار میں ڈوڈہ کی بیسیوں دوکانیں ہیں۔ بازار میں متصل و مسلسل ڈوڈہ کی دوکانوں کا سلسلہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک چلا گیا ہے اور ایک ہی دو ناموں سے یہ دوکانیں موسوم ہیں۔ انور ڈوڈہ کے نام سے بڑے بڑے سائن بورڈ دسیوں دوکانوں پر آویزاں یا نصب ہیں، اسی طرح امین ڈوڈہ کے نام سے دوکانیں تھیں، جس طرح راولپنڈی میں ہمارا علاقہ چاہ سلطان المعروف ''سلطان دا کھوہ'' سپئیر پارٹس کی مارکیٹ ہے، یہاں بازار میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک سپئیر پارٹس (گاڑیوں کے فاضل پرزہ جات) کی دورویہ دوکانیں قائم ہیں، اسی طرح خوشاب شاید ڈوڈہ بنانے کی انڈسٹری ہے۔ [1]

اور ہم فولادی عزم کے ساتھ اس انڈسٹریل ایریا میں آن وارد ہوئے تھے۔

یہاں ہمارے کارواں نے پڑاؤ کیا، مغرب ہوگئی تھی، مغرب کی نماز پٹرول پمپ کی مسجد میں پڑھی اور یہاں ایک دو بڑی دوکانوں سے ڈوڈہ خریدا (دوکانوں پر ایسے ٹوٹ پڑے تھے جیسے مفت میں بٹ رہا ہو) یہ خریداری حفظ ماتقدم کے طور پر اس نقطہ نظر سے کی گئی کہ واپسی پر گھروں میں داخلے کے لئے ''سندِ جواز'' بنے اور بوقتِ ضرورت کام آئے۔

حقانی قبرستان

عشاء کے وقت ہم ساہیوال واپس پہنچے۔ واپسی پر پہلے حضرت مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب نے جامعہ ترمذی جدید کا معائنہ کرایا (جس کا تذکرہ پیچھے ہو چکا ہے) یہاں حقانیہ قبرستان کے لئے بھی ایک قطعہ

---

[1] خوشاب کی مصنوعات میں پہلے وقتوں سے صراحیاں، گھڑے، قالین، کھیس، لنگیاں مشہور چلی آ رہی ہیں۔
خوشاب 1982ء میں ضلع بنایا گیا، اس کی دو تحصیلیں ہیں خوشاب، نور پور، خوشاب کا علاقہ تین طرح کا ہے، پہاڑی، میدانی، صحرائی۔ صحرائے تھل کا کافی بڑا حصہ خوشاب میں پھیلا ہوا ہے، یہاں کے اہم علاقے مٹھا ٹوانہ، جوہر آباد، ہڈالی، نور پور اور نوشہرہ ہیں، پاکستان کی مشہور و معروف وادی سون سکیسر خوشاب میں ہی ہے، وادی سون 50 کلومیٹر سے بھی زیادہ طویل ہے، چوڑائی 15 کلومیٹر کے قریب ہے۔ سکیسر وادی سون کا بلند و بالا پہاڑ ہے، جو کوہستان نمک کے پہاڑی سلسلے میں واقع ہے، اس وادی میں زیادہ تر اعوان لوگ آباد ہیں۔ مشہور شاعر احمد ندیم قاسمی مرحوم اسی وادی کے سپوت تھے۔

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

زمین وقف کیا گیا ہے، حضرت مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب رحمہ اللہ اور آپ کی اہلیہ نیز بھائی جناب عبدالعلیم ترمذی رحمہما اللہ یہیں آسودہ خواب ہیں۔ [1] یہاں فاتحہ پڑھی، یہاں سے جامع مسجد حقانیہ گئے (اس کا ذکر بھی پیچھے آچکا ہے)

عیدگاہ حقانیہ میں

''حقانیہ عیدگاہ'' بھی گئے، یہ لگ بھگ ایک ایکڑ رقبہ پر پھیلی ہوئی عیدگاہ ہے، حضرت مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ نے 1966ء میں شہر سے باہر قائم کیا تھا اب آبادی اس کے قریب تک آ گئی ہے، محراب اور چاردیواری وغیرہ سے محیط ہے، اینٹوں کا فرش بچھا ہوا ہے، کیاریوں میں اونچے درخت سروقد کھڑے ہیں ،باوجود کشادہ ہونے کے عیدین پر مجمع کو سمانے سے تنگ پڑ جاتی ہے،

مفتی عبدالکریم گمتھلوی کی قبر پر حاضری

یہاں عیدگاہ کے قریب ہی شہر کا قدیم اور وسیع وعریض قبرستان ہے، جہاں حضرت مفتی عبدالکریم گمتھلوی رحمہ اللہ کی قبر ہے اور ترمذی خاندان کے بعض دیگر بزرگوں کے بھی مدفن ہیں، یہاں بھی حاضری ہوئی، فاتحہ پڑھی، ایصال ثواب کیا۔

قبر کی ظلمت میں ہے ان آفتابوں کی چمک

شب کا سکوت وسکون، گورستان کی اداسی اور سناٹا، موت کا فسوں، شہر کے ہنگاموں سے ایک طرف یہ ویرانہ اور اس سوگوار ماحول میں اس ہستی کی علمی عظمت ورفعت شان کا تصور جو یہاں آسودۂ خواب ہے، ان سب اسباب سے عبرت کا ایک سماں بندھ گیا تھا۔ ولنعم ما قال

---

[1] مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب رحمہ اللہ کے بھائی سید عبدالعلیم ترمذی رحمہ اللہ ابھی دو تین سال پہلے فوت ہوئے ہیں، مفتی عبدالشکور صاحب کے پانچ بیٹے ہیں، مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب کے علاوہ مولانا عبدالصبور ترمذی مرحوم تھے (جن کے بیٹے مولانا عبدالناصر ترمذی جامعہ میں شعبہ درس نظامی میں مدرس ہیں) دیگر مولانا عبدالودود صاحب، عبدالغفور صاحب، اور سید محمد عبداللہ صاحب ہیں۔ دوسرے بھائی سید عبدالعلیم ترمذی مرحوم کے بھی پانچ بیٹے ہیں سید محمد سلیم ترمذی (سرگودھا یونیورسٹی میں ہوتے ہیں) جناب عبدالنعیم ترمذی (نگران حقانیہ سکول سسٹم نیز راولپنڈی میں ایجوکیٹر سکول سسٹم سے بھی وابستہ ہیں) سید محمد تسلیم ترمذی مدرس جامعہ حقانیہ، مفتی عبدالعظیم ترمذی مدیر معہد الترمذی لاہور (صاحب تصنیف وتالیف ہیں کئی تالیفات آپ کی اب تک آچکی ہیں) سید محمد فہیم ترمذی، آپ بھی معہد الترمذی لاہور میں ہوتے ہیں اور شاعری کا عمدہ ذوق رکھتے ہیں۔ امجد۔

Idara Ghufran

سوتے ہیں خاموش، آبادی کے ہنگاموں سے دور
مضطرب رکھتی تھی جن کو آرزوئے ناصبور
قبر کی ظلمت میں ہے ان آفتابوں کی چمک
جن کے دروازوں پہ رہتا تھا جبیں گستر فلک
آہ! کیا آئے ریاضِ دہر میں ہم ، کیا گئے!
زندگی کی شاخ سے پھوٹے، کھلے، مرجھا گئے
زندگی سے تھا کبھی معمور اب سنسان ہے
یہ خموشی اس کے ہنگاموں کا گورستان ہے

شعبہ تخصص کے طلبہ کا جذبۂ خدمت

یہاں سے فارغ ہوکر جامعہ واپسی ہوئی، عشاء کی نماز پڑھی، اس کے بعد کھانے کا دور چلا، پر تکلف کھانے کا سلسلہ تھا، شعبہ تخصص فی الفقہ کے طلبہ جذبۂ خدمت سے سرشار، چوکس کھڑے تھے، اس وقت بھی ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر خدمات فراہم کر رہے تھے، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر سے نوازے، اور تفقہ فی الدین سے حظ وافر عطا فرمائے، یہ صاحبان حضرت مدیر مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ مجالست ومصاحبت کے شائق ومتلاشی تھے۔

کیوں نہ ہو جبکہ ان کے شیخ واستاد شیخ الجامعہ حضرت سید مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب دامت برکاتہم کی شفقتیں، عنایتیں اور توجہات اور سادات ترمذی کے اکابر و اصاغر کا ذوق مہمان نوازی حضرت مدیر صاحب موصوف اور ادارہ غفران کے قافلۂ اہل علم کے شامل حال تھا اور ان سب احبابِ حقانیہ نے اپنے مشاغل ومعمولات آگے پیچھے کر کے غایت شفقت سے اپنے اوقات ہمارے لئے فارغ کئے تھے۔ تو فاضل طلباء حقانیہ کیوں پیچھے رہتے، اللہ تعالیٰ جامعہ حقانیہ کے باذوق اور زندہ دل بزرگوں، اساتذہ وطلبہ، ترمذی خاندان کے اکابر واصاغر خصوصاً سید الطائفہ حضرت مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب دامت برکاتہم کو ان کے مناسب حال بدلہ عطا فرمائے، اور یہاں کے سب علمی ودینی اور عصری تعلیمی واصلاحی سلسلوں کو مزید فروغ، کامرانی ومقبولیت عطا فرمائے۔

محفل مشاعرہ

مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب کے بھائی مولانا عبدالودود صاحب جو حقانیہ کی شاخ زینب مسجد کے منتظم و ذمہ دار ہیں اور نہایت ظریف، خوش طبع وخوش مزاج ہیں ، رات کو انہوں نے مشاعرہ رکھا اور باذوق احباب کو مدعو کیا، صبح دور مالٹائی کے دوران لاہور معہد الترمذی میں مفتی عبدالعظیم ترمذی صاحب کو بھی فون پر رات کے مشاعرے میں آنے کی تاکید کی (بمع ایک طرف کے کرائے کی پیش کش کے اور واپسی کا

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کرایہ دینے سے اس بناء پر عذر کیا کہ مشاعرے کے بعد ہماری کوئی غرض آپ سے وابستہ نہ رہے گی) رات دس بجے کے قریب یہ مشاعرہ لائبریری کے ہال میں شروع ہوا۔

حضرت مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب صدر نشین، حضرت مفتی محمد رضوان صاحب مہمانِ خصوصی اور مفتی عبدالعظیم ترمذی صاحب محفل کے روحِ رواں تھے، مولانا فہیم ترمذی اور عبدالناصر ترمذی صاحب اپنے چچھوں کے ساتھ رونق محفل تھے، مائیک (آلۂ مکبر الصوت) کا انتظام تھا۔ پورا ہال شرکاء وسامعین سے بھرا ہوا تھا۔ جامعہ حقانیہ کے حضرات، تخصص کے طلباء۔ ہمارے رفقاء سب درجہ بدرجہ بیٹھے ہوئے تھے، مولانا عبدالودود اپنے لطائف وظرائف کے ساتھ مورچہ سنبھالے ہوئے تھے۔ پہلے حمد، نعت، نظم کا سلسلہ چلا، ایک سے بڑھ کر ایک خوش آواز اور مترنم یا پُرسوز لہجے میں پڑھنے والا تھا، یہ سب باری باری میدان میں اترتے رہے، میرا دس سالہ بیٹا محمد عشرت وقاص نعت نظم وغیرہ پڑھنے کا شوقین ہے، اس نے صاف و رواں لب و لہجے میں نعت پڑھی اس کی نوعمری کی وجہ سے سب احباب نے بلا جھجک اچھی طرز میں اس کے پڑھنے کو سراہا۔ مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب سوار اور پیادے میدان میں اتارتے رہے، دعوت مبارزت دیتے رہے، للکار اور یلغار کا سلسلہ جاری رہا۔ مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب نے خود بھی اپنے مخصوص طرز اور آہنگ میں منظوم کلام پیش کیا۔

حضرت مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم کا بھی پڑھنے کا اپنا ایک مخصوص، اثر انگیز لب ولہجہ اور طرز ہے، اس طرز و آہنگ میں آپ نے ذکی کیفی صاحب کی ایک غزل پڑھی جس کا مطلع ہے۔

ہونٹوں پہ قہقہوں کی فراوانیاں بھی ہیں　　لیکن دلوں میں دشت کی ویرانیاں بھی ہیں [1]

---

[1] اس غزل کے مزید اشعار

دریا میں جزر و مد بھی ہے طغیانیاں بھی ہیں　　دل ہے تو دل کے ساتھ پریشانیاں بھی ہیں
آہ وفغاں سے درد میں تخفیف تو ہوئی　　لیکن حضورِ عشق پشیمانیاں بھی ہیں
بے خود پڑا ہوں سایۂ دیوارِ یار میں　　حاصل مرے جنوں کو تن آسانیاں بھی ہیں
دل جلوہ گاہِ یار نہ تھا بے خودی نہ تھی　　آئینہ بن گیا ہے تو حیرانیاں بھی ہیں
ہم اہلِ دل نہیں ترے جلووں سے مطمئن　　جلووں کے ساتھ حسن کی ارزانیاں بھی ہیں
اب بے نیازیاں ہیں بظاہر قدم قدم　　لیکن قدم قدم پر نگہبانیاں بھی ہیں
کیفی ہے عرضِ حال ہمارا سکوت بھی　　اظہارِ حال اپنی غزل خوانیاں بھی ہیں

مجاز کے پیرائے میں عشقِ حقیقی کے مقامات کا بھرپور اظہار، یہ کیفی کی غزلوں کی خصوصیت رہی ہے۔ امجد

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مولانا عبدالعظیم ترمذی صاحب بھی بہت خوب پڑھتے ہیں خصوصاً بیت بازی میں تو اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ کا حافظہ اشعار کا ''گنجِ قارون'' ہے، آج حاتم طائی کی قبر پر لاتیں برسا رہے تھی اور موتیوں کا خزانہ سرِ عام لُٹا رہے تھے، قرینِ قیاس ہے کہ معہد الترمذی کے کسی گوشے میں موتیوں کی دوکان بھی آپ نے رکھی ہوگی جہاں کوثر و تسنیم سے دھلی ہوئی زبان میں موتی لٹائے جاتے ہوں گی۔

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی ہم نے تو دل جلا کے سرِ عام رکھ دیا

مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب کے اصرار پر اس لکھاری امجد نے بھی تحت اللفظ میں مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی ایک نعت کے اشعار پیش کیے، جس کا مطلع ہے:

موزوں کلام میں جو ثنائے نبی ہوئی تو ابتداء سے طبعِ رواں منتہی ہوئی [1] (جاری ہے......)

---

[1] مزید اشعار:

ہر بیت میں جو وصف پیمبر رقم کیے کاشانۂ سخن میں بڑی روشنی ہوئی
ہے شاہِ دیں سے کوثر و تسنیم کا کلام یہ آبرو تمام ہے حضرت کی دی ہوئی
اوصاف جب لکھے دُرِّ دندانِ پاک کے عالم میں اپنی طبع رسا جوہری ہوئی
تاریک شب میں آپ نے رکھا جہاں قدم مہتاب نقشِ پا سے وہاں روشنی ہوئی۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

سیاہ لباس کا شرعی حکم

عام حالات میں فی نفسہ سیاہ رنگ کا لباس پہننا جائز بلکہ بعض حضرات کے نزدیک مستحب ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سیاہ رنگ کا لباس پہننا ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ(مسلم. رقم الحديث ۱۳۵۸)

ترجمہ: نبی ﷺ فتح مکہ کے دن داخل ہوئے اور آپ نے سیاہ عمامہ پہنا ہوا تھا (مسلم)

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ(مسلم، رقم الحديث ۱۳۵۹ "۴۵۲")

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ) لوگوں کو خطبہ دیا، اور آپ نے سیاہ عمامہ پہن رکھا تھا (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

صَنَعْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَةً سَوْدَاءَ فَلَبِسَهَا (سنن أبی داود، باب فی السّواد، رقم الحديث ۴۰۷۴) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے سیاہ چادر تیار کی، جس کو آپ نے پہنا (ابوداؤد)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

صَنَعْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُبَّةً مِنْ صُوفٍ سَوْدَاءَ فَلَبِسَهَا

---

[1] قال شعيب الارنوؤط: إسناده صحيح (حاشية سنن ابی داود)

Idara Ghufran

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، رقم الحدیث ۷۳۹۳) ۱؎

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اون کا سیاہ جبہ بنایا، جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنا (حاکم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی ایک روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ بُرْدَةً سَوْدَاءَ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: مَا أَحْسَنَهَا عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، يَشُوْبُ بَيَاضُكَ سَوَادَهَا، وَيَشُوْبُ سَوَادُهَا بَيَاضَكَ

(صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۶۳۹۵) ۲؎

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ چادر پہنی، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ آپ پر بہت خوبصورت لگتی ہے، آپ کی سفیدی اس کی سیاہی سے نمایاں اور اس کی سیاہی آپ کی سفیدی سے نمایاں ہوتی ہے (ابن حبان)

اور حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِسْتَسْقٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَمِيْصَةٌ لَهُ سَوْدَاءُ (سنن أبی داود، رقم الحدیث ۱۱۶۴) ۳؎

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقاء کی نماز پڑھائی، اور آپ نے سیاہ چادر اوڑھ رکھی تھی (ابو داود)

اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کے موقع پر سیاہ جھنڈے کا ذکر بھی احادیث میں آیا ہے۔ ۴؎

اس طرح کی احادیث سے عام حالات میں فی نفسہٖ سیاہ لباس کے پہننے کا ثبوت ہوتا ہے، اسی لئے بعض

۱؎ قال الحاکم: هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه.
و قال الذهبی فی التلخیص: علی شرط البخاری ومسلم.

۲؎ قال شعیب الارنوؤط: إسناده صحیح علی شرط الشیخین (حاشیة صحیح ابن حبان)

۳؎ قال شعیب الارنوؤط: إسناده قوی من أجل عبد العزیز (حاشیة سنن ابی داود)

۴؎ بَعَثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ إِلَى الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَسْأَلُهُ: عَنْ رَايَةِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا كَانَتْ؟ قَالَ ": كَانَتْ سَوْدَاءَ مُرَبَّعَةً مِنْ نَمِرَةٍ "(مسند أحمد، رقم الحدیث ۱۸۶۲۷)
قال شعیب الارنوؤط: حدیث حسن لغیره (حاشیة مسند احمد)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

فقہائے کرام نے عام حالات میں سیاہ لباس پہننے کو مستحب قرار دیا ہے۔ [1]

اور بعض فقہائے کرام نے عورت کو سوگ کے زمانہ میں اور شوہر کے فوت ہونے کے بعد عدت کے دوران سیاہ لباس پہننے کو بھی جائز قرار دیا ہے۔

لیکن جب عورت کے سوگ کا زمانہ ختم ہو جائے، پھر اس کو بطورِ سوگ کے سیاہ لباس پہننے سے ان حضرات نے بھی منع فرمایا ہے۔ [2]

---

[1] د -السواد فی اللباس والعمامة:

يندب لبس السواد عند الحنفية، قال ابن عابدين :ندب لبس السواد، لأن محمدا ذكر فی السير الكبير فی باب الغنائم حديثا يدل علی أن لبس السواد مستحب.

أما الصبغ بالأسود، ولبس المصبوغ به فنقل عن أبی حنيفة :أنه لا بأس به.

وقال الشافعية :يندب لإمام الجمعة أن يزيد فی حسن الهيئة والعمة والارتداء ، وترك لبس السواد له أولی من لبسه، إلا إن خشی مفسدة تترتب علی تركه من سلطان أو غيره، وقال ابن عبد السلام فی فتاويه: المواظبة علی لبسه بدعة، فإن منع الخطيب أن يخطب إلا به فليفعل.

وقالوا :نقل أن النبی صلی الله عليه وسلم لبس العمامة البيضاء والعمامة السوداء ، ولكن الأفضل فی لونها البياض لعموم الخبر الصحيح الآمر بلبس البياض، وأنه خير الألوان فی الحياة والموت .

وقال الحنابلة :يباح السواد ولو للجند؛ لأن النبی صلی الله عليه وسلم دخل مكة عام الفتح وعليه عمامة سوداء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۱، ص ۳۵۲،و۳۵۳ماده،تسويد)

ذكر محمد رحمه الله فی السير فی باب العمائم حديثا يدل علی أن لبس السواد مستحب(المحيط البرهانی فی الفقه النعمانی،ج۵،ص ۳۴۰،كتاب الاستحسان والكراهية،الفصل العاشر فی اللبس؛ ما يكره من ذلك، وما لا يكره)

قال -رحمه الله -(ويسن لبس السواد وإرسال ذنب العمامة بين الكتفين إلی وسط الظهر) ؛ لأن محمدا - رحمه الله -ذكر فی السير الكبير فی باب الغنائم حديثا يدل علی أن لبس السواد مستحب(تكملة البحر الرائق لمحمد بن حسين بن علی الطوری الحنفی، ج۸،ص ۵۵۵،مسائل متفرقة فی اللباس)

[2] ب -لبس السواد فی الحداد

اتفق الفقهاء علی أنه يجوز للمتوفی عنها زوجها لبس السواد من الثياب . . .ولا يجب عليها ذلك، بل لها أن تلبس غيره.

واختلف فقهاء الحنفية فی المدة التی يجوز لها أن تلبس فيها السواد، فقال بعضهم :لا تجاوز ثلاثة أيام. ولكن فقهاء المذهب -ومنهم ابن عابدين -حملوا ذلك علی ما تصبغه الزوجة بالسواد وتلبسه تأسفا علی زوجها، أما ما كان مصبوغا بالسواد قبل موت زوجها، فيجوز لها أن تلبسه مدة الحداد كلها .ومنع الحنفية لبس السواد فی الحداد علی غير الزوج.

وقال المالكية :إن المحد يجوز لها أن تلبس الأسود، إلا إذا كانت ناصعة البياض، أو كان الأسود زينة قومها.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اور مرد کو کسی موقع پر سوگ کا حکم نہیں، اور عورتوں کو جن مواقع پر سوگ کا حکم ہے، ان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

اس لئے مرد حضرات کو بطور سوگ کے اور خواتین کو غیر شرعی سوگ کے موقع پر غم کا اظہار کرنے کے لئے سیاہ لباس پہننا شرعاً منع ہے۔

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

اَلنَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ (مسلم) [۱]

ترجمہ: اگر نوحہ کرنے والی توبہ کرنے سے پہلے مرگئی تو قیامت میں گندھک کی شلوار اور تارکول کا کرتہ اس کو پہنایا جائے گا (مسلم)

عورت کا ذکر خاص وجہ سے کیا گیا ہے ورنہ یہ حکم مرد حضرات کو بھی شامل ہے۔

اس حدیث کی شرح میں محدثین فرماتے ہیں کہ تارکول کے کرتہ کو اس لئے خاص کیا گیا ہے کہ وہ عورت غیر شرعی سوگ کے مواقع پر سیاہ لباس پہنتی تھی، اللہ تعالیٰ اس کو تارکول (جو کالا ہوتا ہے) کا کرتہ پہنائیں گے، تاکہ اپنے کرتوت کے وبال کا مزہ چکھے۔ [۲]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وقال القليوبي من الشافعية: إذا كان الأسود عادة قومها في التزين به حرم لبسه، ونقل النووي عن الماوردي أنه أورد في "الحاوي" وجها يلزمها السواد في الحداد.

لبس السواد في التعزية:

اتفق الفقهاء على أن تسويد الوجه حزنا على الميت -من أهله أو من المعزين لا يجوز- لما فيه من إظهار للجزع وعدم الرضا بقضاء الله وعلى السخط من فعله، مما ورد النهي عنه في الأحاديث.

وتسويد الثياب للتعزية مكروه للرجال، ولا بأس به للنساء، أما صبغ الثياب أسود أو أكهب تأسفا على الميت فلا يجوز (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۱، ص ۳۵۱ و ۳۵۲، مادہ، تسويد)

ويباح الحداد على قرابة ثلاثة أيام فقط، وللزوج منعها لأن الزينة حقه فتح، وينبغي حل الزيادة على الثلاثة إذا رضي الزوج، أو لم تكن مزوجة نهر.

وفي التتارخانية: ولا تعذر في لبس السواد، وهي آثمة إلا الزوجة في حق زوجها فتعذر إلى ثلاثة أيام. قال في البحر: وظاهره منعها من السواد تأسفا على موت زوجها فوق الثلاثة. وفي النهر: لو بلغت في العدة لزمها الحداد فيما بقي (الدر المختار)

[۱] رقم الحديث ۲۲۰۳، كتاب الجنائز، باب التشديد في النياحة.

[۲] وخصت ايضاً بسرابيل من قطران لانها كانت تلبس الثياب السود في الما تم فالبسها الله تعالىٰ السرابيل لتذوق وبال امرها (مرقاة شرح مشكوٰة ج۴ ص ۸۹، كتاب الجنائز، باب في البكاء على الميت)

قال التوربشتي: خصت بدرع من جرب؛ لأنها ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

لہٰذا ماہِ محرم اور دوسرے مواقع پر سوگ کے طور پر سیاہ لباس پہننے اور اس مقصد سے سیاہ جھنڈے وغیرہ لگانے سے پرہیز کرنا چاہئے، اور جس طرزِ عمل سے غلط لوگوں کی مشابہت لازم آتی ہو، اس سے بھی پرہیز کرنا چاہئے۔ [2]

اللہ تعالیٰ قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ كانت تجرح بكلماتها المحرقة قلوب ذوات المصيبات وتحك بها بواطنهن، فعوقبت فى ذلك المعنى بما يماثله فى الصورة، وخصت أيضاً بسرابيل من قطران؛ لأنها كانت تلبس الثياب السود فى المأتم، فألبسها الله قميصاً من قطران لتذوق وبال أمرها-انتهى(مرعاة المفاتيح، كتاب الجنائز، باب فى البكاء على الميت)

[2] وفى الأحياء فى موضع تبعا لقوت أبى طالب المكى يكره لبس السواد وأتى ابن عبد السلام بأن المواظبة على لبس السواد بدعة وأول من أحدث لبسه فى الجمع والأعياد بنو العباس فى خلافتهم محتجين بأن الراية التى عقدت لجدهم العباس يوم الفتح وحنين كانت سوداء قال ابن هبيرة ولأنه أبعد الألوان من الزينة وأقربها إلى الزهد فى الدنيا ولذلك يلبسه العباد والنساك (مرقاة، كتاب الصلاة، باب الخطبة والصلاة)

وقد اشتهر عن الروافضة فى بلاد العجم من الخراسان والعراق بل فى بلاد ماوراء النهر منكرات عظيمة من لبس السواد والدوران فى البلاد وجرح رؤوسهم وابدانهم بانواع من الجراحة ويدعون انهم محبوا اهل البيت وهم بريئون منهم (الموضوعات الكبير ص ۱۶۹ در ذيل فصل ومنها الاكتحال يوم عاشوراء الخ)

ٹوپی کی شرعی حیثیت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام، تابعین، محدثین وفقہائے کرام سے ٹوپی پہننے کا ثبوت

عمامہ کے بغیر ٹوپی پہننے کے سنت ہونے اور مشرکین کا طریقہ نہ ہونے کی بحث

ٹوپی کے اوپر علماء وصلحاء کے رومال اوڑھنے کی حیثیت

ننگے سر رہنے اور گھومنے پھرنے اور ننگے سر نماز پڑھنے کے مروجہ طریقہ پر مدلل ومفصل کلام

اور اس سلسلہ میں پیش کردہ شبہات کا ازالہ، اور چند اہم متعلقہ مسائل

مصنّف: مفتی محمد رضوان

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بسلسلہ: تاریخی معلومات

مولانا طارق محمود

ماہِ ربیع الآخر: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

☐......ماہِ ربیع الآخر ۶۰۶ھ: میں حضرت ام ہانی عفیفہ بنت ابی بکر احمد بن عبداللہ بن محمد رحمہا اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۴۸۳)

☐......ماہِ ربیع الآخر ۶۰۷ھ: میں حضرت ام حبیبہ عائشہ بنت حافظ معمر بن فاخر قرشیۃ رحمہا اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۵۰۰)

☐......ماہِ ربیع الآخر ۶۰۹ھ: میں حضرت ابواحمد عبدالوہاب بن شیخ امین ابی منصور علی بن علی بن عبیداللہ بن سکینہ بغدادی صوفی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۵۰۵)

☐......ماہِ ربیع الآخر ۶۱۰ھ: میں حضرت عین الشمس بنتِ احمد بن ابی الفرج ثقفیہ رحمہا اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۲۳)

☐......ماہِ ربیع الآخر ۶۱۱ھ: میں حضرت ابوبکر عبداللہ بن حسن بن احمد بن یحییٰ انصاری اندلسی مالقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۷۰)

☐......ماہِ ربیع الآخر ۶۱۶ھ: میں حضرت ابوالبقاء عبداللہ بن حسین بن ابی البقاء عبداللہ بن حسنین عکبری بغدادی ضریر نحوی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۹۳)

☐......ماہِ ربیع الآخر ۶۲۱ھ: میں حضرت ابوسلیمان داؤد بن سلیمان بن داؤد بن عبدالرحمٰن بن سلیمان بن عمر بن حوط اللہ انصاری حارثی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۱۸۵)

☐......ماہِ ربیع الآخر ۶۲۲ھ: میں حضرت ابوالفضل احمد بن کمال الدین موسیٰ بن شیخ رضی الدین یونس بن محمد اربلی موصلی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۲۴۹)

☐......ماہِ ربیع الآخر ۶۲۲ھ: میں حضرت ابوعبداللہ حسین بن عمر بن نصر بن حسن بن سعد بن باز موصلی تاجر رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۲۵۹)

☐......ماہِ ربیع الآخر ۶۳۲ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن ابی محمد حسن بن احمد بن ابی منصور بغدادی ظفری بزاز رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۳۸۲)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۳۳ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن ابی بکر بن روزبہ بن عبداللہ بغدادی قلانسی عطار صوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ، ج ۲۲ ص ۳۸۸)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۳۴ھ: میں حضرت ابوالحسن محمد بن احمد بن عمر بن حسین بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ، ج ۲۳ ص ۱۰)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۳۵ھ: میں حضرت ابومحمد انجب بن ابی السعادات بن محمد بن عبدالرحمٰن بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ، ج ۲۳ ص ۱۵)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۳۶ھ: میں حضرت ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبدالمجید بن اسماعیل بن عثمان بن یوسف بن حسین بن حفص مالکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ، ج ۲۳ ص ۴۲)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۳۶ھ: میں حضرت ابوالفضل محمد بن محمد بن حسن بن سباک بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ، ج ۲۳ ص ۴۳)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۳۷ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابی المعالی سعید بن یحییٰ بن علی بن حجاج دبیثی واسطی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ، ج ۲۳ ص ۶۹)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۳۷ھ: میں حضرت ابوالفتح نصر اللہ بن محمد بن محمد بن عبدالکریم بن عبدالواحد شیبانی جزری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ، ج ۲۳ ص ۷۳)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۳۸ھ: میں حضرت محی الدین ابوبکر محمد بن علی بن محمد بن احمد طائی حاتمی مرسی ابن العربی کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ، ج ۲۳ ص ۴۹)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۴۱ھ: میں حضرت قاضی عمر بن اسعد بن منجی بن ابی البرکات تنوخی معری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ، ج ۲۳ ص ۸۱)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۴۳ھ: میں حضرت ابوعمرو عثمان بن عبدالرحمٰن بن عثمان بن موسیٰ کردی شہروزی موصلی شافعی کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ، ج ۲۳ ص ۱۴۳)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۴۵ھ: میں حضرت جمال الدین ابومحمد عبداللہ بن ابراہیم بن سعید بن قاید مغربی مالکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ، ج ۲۳ ص ۲۷۳)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۴۸ھ: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن محمود بن سالم بن مہدی بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ، ج ۲۳ ص ۲۳۶)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

علم کے مینار | امام مالک رحمہ اللہ(قسط۲) | مولانا غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام مالک کی فقہی خدمات پر ایک نظر

فقہ وفتویٰ

امام مالک رحمہ اللہ کا شمار فقہائے حدیث میں ہوتا ہے، ان کا فقہی مسلک اہلِ مدینہ تھا، خاص طور پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے مطابق تھا، آپ کے پہلے استاد ''ربیعہ رائی'' ہیں، جن کے بارے میں امام صاحب کا قول ہے کہ:

ذَهَبَتْ حَلَاوَةُ الْفِقْهِ مُنْذُ مَاتَ رَبِيْعَةَ (تهذيب التهذيب، ج ١٠، ص ٦)

''ربیعہ کے انتقال کے بعد فقہ کی شیرینی ختم ہوگئی''۔

اور دوسرے استاد ابنِ شہاب زہری ہیں، جن کے متعلق امام صاحب کا قول مطرف بن عبداللہ نے نقل کیا ہے کہ:

مَا اَدْرَكْتُ بِالْمَدِيْنَةِ فَقِيْهًا مُحَدِّثًا غَيْرَ وَاحِدٍ، فَقُلْتُ مَنْ هُوَ؟ قَالَ: اِبْنُ شَهَابِ الزُّهْرِيُ (تهذيب التهذيب، ج ٣، ص ٢٥٨)

''میں نے ایک شخص کے علاوہ مدینہ میں کوئی فقیہ محدث نہیں پایا، میں نے پوچھا وہ کون شخص ہے؟ فرمایا کہ ابنِ شہاب زہری''۔

آپ ذہانت، محنت اور ذوق وشوق کی بناء پر سترہ سال کی عمر میں جملہ دینی علوم میں درجۂ کمال کو پہنچ گئے تھے، اور اسی عمر میں آپ اپنے اساتذہ وشیوخ کی اجازت سے مسندِ درس وافتاء پر بیٹھے، چنانچہ آپ کا اپنا بیان ہے کہ:

مَا اَفْتَيْتُ حَتّٰى شَهِدَ لِيْ سَبْعُوْنَ اَنِّيْ اَهْلٌ لِذٰلِكَ (تذكرة الحفاظ، ج ١، ص ١٩٤)

''جب تک ستر علماء نے میرے بارے میں اس بات کی شہادت نہیں دی کہ میں فتویٰ کا اہل ہوں، میں نے فتویٰ نہیں دیا''۔

دینی علوم میں درجۂ کمال کی وجہ سے آپ اپنے کئی شیوخ کی حیات میں بھی فتویٰ بھی دیا کرتے تھے، اسی وجہ سے

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

آپ کے حلقۂ درس وافتاء میں آپ کے اساتذہ وشیوخ بھی شریک ہوتے تھے، آپ کا اپنا قول ہے کہ:

قَلَّ رَجُلٌ كُنْتُ اَتَعَلَّمُ مِنْهُ مَا مَاتَ حَتّٰى يَجِيْئَنِيْ وَ يَسْتَفْتِيْنِيْ (ابنِ خلکان، ج ۲، ص ۱۰)

''میرے اساتذہ میں بہت کم لوگ ایسے ہیں، جنہوں نے مرنے سے پہلے میرے پاس آ کر مجھ سے فتویٰ نہ پوچھا ہو۔

آپ کی مجلسِ درس وافتاء دو جگہ منعقد ہوتی تھی، ایک مدینہ منورہ میں مسجدِ نبوی میں روضۂ جنت کے پاس، جہاں آپ اپنے استاد نافع کی زندگی میں بیٹھ کران سے علم حاصل کیا کرتے تھے، اور دوسری وادئ عقیق کے مقام پر جہاں آپ کا ذاتی مکان تھا۔

حدیثِ رسول کا ادب ہر حالت میں مقدم رہتا تھا، اسی وجہ سے گھر کی مجلس میں دائیں بائیں تکیے رکھے جاتے تھے، اور عود سلگائی جاتی تھی، پنکھے رکھے جاتے تھے، مجلس میں شور اور ہنگامہ نہیں ہوتا تھا، حدیثِ رسول کا یہ ادب آپ کو زمانۂ طالب علمی سے ہی ملحوظِ خاطر تھا، چنانچہ زمانۂ طالب علمی میں ایک مرتبہ آپ ''ابوالزناد'' کے حلقۂ درس سے گزرے، مگر وہاں ٹھہرے نہیں، بعد میں ابوالزناد نے پوچھا کہ آپ میرے یہاں کیوں نہیں بیٹھے؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ جگہ تنگ تھی، اور میں نے کھڑے ہو کر حدیثِ رسول حاصل کرنا مناسب نہیں سمجھا (ترتیب المدارک، ج۱، ص۱۲۳)

ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے عمرو بن دینار سے حدیث پڑھی ہے؟ فرمایا کہ وہ حدیث بیان کررہے تھے، اور طلبہ کھڑے کھڑے لکھ رہے تھے، مجھ کو اچھا نہیں معلوم ہوا کہ میں اس طرح حدیثِ رسول لکھوں۔

خلیفہ کے صاحبزادے مجلسِ درس میں

روایت ہے کہ ایک مرتبہ خلفیہ ہارون الرشید نے آپ سے درخواست کی کہ ان کے دونوں بیٹوں امینؔ و مامونؔ کو محل میں آ کر حدیث پڑھا دیں، مگر آپ نے صاف انکار کردیا، مجبوراً ہارون کو اپنے بیٹوں کو ان کے ہاں پڑھنے کے لیے وادئ عقیق میں آپ کے مکان پر بھیجنا پڑا، جو کہ دروازہ کھلنے تک وہاں کے گرد وغبار میں باہر بیٹھے رہے، اور اسی طرح کا ایک واقعہ خلیفہ مہدی کے ساتھ بھی پیش آیا، مہدی کے دونوں صاحبزادے خود کر چل آپ کے حلقۂ درس میں شریک ہوا کرتے تھے، اور آپ کے کہنے پر پہلے حدیث بھی پڑھا کرتے تھے، اور اس طرح آپ غلطی کی اصلاح کروادیا کرتے تھے (ترتیب المدارک، ج۱، ص۱۵۸)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تلامیذ واصحاب

امام مالک رحمہ اللہ کی درسگاہ سے دینی وعلمی فیض یافتہ طلباء واصحاب کی تعداد بہت زیادہ ہے، خود امام شافعی نو برس تک آپ سے شرفِ تلمذ حاصل کرتے رہے، قاضی عیاض نے ترتیب المدارک میں آپ کے جن تلامیذ واصحاب کا ذکر کیا ہے، ان کی تعداد تیرہ سو (۱۳۰۰) سے زائد بنتی ہے، اور امام ذہبی فرماتے ہیں کہ:

حَدَّثَ عَنْهُ اُمَمٌ لَا یَکَادُوْنَ یُحْصُوْنَ (تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۱۹۴)

''آپ سے اتنے زیادہ لوگوں نے حدیث روایت کی کہ ان کا شمار نہیں ہوسکتا''۔

آپ کے تلامذہ میں ''ابو محمد یحییٰ بن یحییٰ مصمودی اندلسی رحمہ اللہ (م۲۳۴ھ) بڑے مقام ورتبہ کے مالک تھے، وہ اندلس سے چل کر آپ کی خدمت میں مدینہ منورہ آئے، اور آپ کے حلقۂ درس میں شریک ہوتے تھے، ایک دن شور ہوا کہ شہر میں ہاتھی آیا ہے، تمام طلبہ ہاتھی دیکھنے کے لئے باہر چلے گئے، مگر یحییٰ بن یحییٰ نہیں گئے، آپ نے ازراہِ شفقت ان سے کہا کہ جاؤ تم بھی ہاتھی دیکھ آؤ، یحییٰ بن یحییٰ نے آپ کی اس شفقت ومحبت کا جواب دیا کہ:

اِنَّمَا جِئْتُ مِنْ بَلَدِیْ لِاَنْظُرَ اِلَیْکَ وَ اَتَعَلَّمُ مِنْ ھَدْیِکَ وَ عِلْمِکَ وَ لَمْ اَجِیْئُ لِاَنْظُرَ اِلَی الْفِیْلِ.

''میں اپنے شہر سے آپ کو دیکھنے اور آپ سے علم وادب سیکھنے آیا ہوں، اور میں اپنے شہر سے اس لئے نہیں آیا کہ (یہاں آ کر) ہاتھی دیکھوں''

آپ اپنے شاگرد کا جواب سن کر بہت خوش ہوئے اور ان کو ''عاقل اہل الاندلس'' کے خطاب سے نوازا، یحییٰ بن یحییٰ جب اندلس پہنچے، وہاں ان کے علم وفضل کا بہت چرچا ہوا، اور بلادِ اندلس میں ان کی علمی ودینی جدوجہد سے مالکی مسلک کو بہت فروغ حاصل ہوا، موطاً کی متعدد روایات اور اس کے کئی نسخے ہیں، مگر ان سب میں یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کی روایت اور ان کا نسخہ اہلِ علم حضرات میں بہت ہی مشہور ومقبول اور متداول ہے (ابنِ خلکان)

سفیان بن عیینہ اور عبدالرزاق صنعانی فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قریب ہے کہ لوگ (طلبِ علم) کے لئے سواریوں پر سفر کریں گے، اور مدینہ کے عالم سے بڑا عالم نہیں پائیں گے'' سے ہمارے نزدیک اس عالِم

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مدینہ سے مراد مالک بن انس ہیں۔ [۱]

اور محدثین کے نزدیک ''مالک عن نافع عن ابنِ عمرؓ'' کی سند سلسلۃ الذہب شمار ہوتی ہے، یعنی ایک سنہری کڑی، جس میں کوئی کھوٹ نہیں۔

اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے، تو حجاز سے علم ختم ہوگیا ہوتا۔

تصانیف

آپ کے زمانہ میں فقہ وحدیث کی تدوین کا کام شروع ہوگیا تھا، اس دوران کئی علماء وفقہاء نے کتابیں مدون کیں، جن میں آپ نمایاں مقام رکھتے ہیں، مگران سب میں ''کتاب الموطأ للمالک'' کو ایک خصوصی مقام حاصل ہے، چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''کتابُ اللہ کے بعد موطاء مالک سے زیادہ درست کتاب نہیں ہے''۔ [۲]

قاضی عیاض نے اپنی کتاب ''ترتیب المدارک'' میں آپ کی کچھ تصانیف کا ذکر کیا ہے، جوکہ درج ذیل ہیں:

(۱) ...... کتابُ المؤطّا (۲) ...... رسالتہُ الی ابن وھب فی القدر

(۳) ...... کتاب النجوم و حساب مدار الزمان و منازل القمر

(۴) ...... رسالہ مالک فی الاقضیۃ

(۵) ...... رسالتہُ الی ابی غسان محمد بن مطرف فی الفتویٰ

(۶) ...... رسالتہ الی ھارون الرشد المشھورۃ فی الآداب و الموعظ

(۷) ...... التفسیر لغریب القرآن (۸) ...... کتابُ السرّ

(۹) ...... رسالتہُ الی اللیث فی اجماع اھل المدینۃ (ترتیب المدارک)

---

[۱] عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :یُوشِکُ النَّاسُ أَنْ یَضْرِبُوا أَکْبَادَ الْإِبِلِ فَلَا یَجِدُونَ عَالِمًا أَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِینَةِ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۳۰۷)

قال الحاکم:هَذَا حَدِیثٌ صَحِیحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ یُخَرِّجَاه.

و قال الذھبی: علی شرط مسلم.

وَقَدْ رُوِیَ عَنْ ابْنِ عُیَیْنَةَ، أَنَّهُ قَالَ فِی هَذَا :سُئِلَ مَنْ عَالِمُ الْمَدِینَةِ؟ فَقَالَ :إِنَّهُ مَالِکُ بْنُ أَنَسٍ .... قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ :هُوَ مَالِکُ بْنُ أَنَس (سنن الترمذی، تحت رقم الحدیث ۲۶۸۰)

[۲] لربیع بن سلیمان یقول سمعت الشافعی یقول ما بعد کتاب اللہ تعالی کتاب أکثر صوابا من موطأ مالک (حلیۃ الاولیاء، ج۶، ص ۳۲۹)

Idara Ghufran

تذکرۂ اولیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (قسط۱۱) مولانا محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

جیشِ اُسامہ بن زید کی روانگی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جس وقت خلافت کی ذمہ داری سنبھالی، یہ مسلمانوں کے لئے بہت نازک اور بڑا صبر آزما وقت تھا، سب سے بڑا حادثہ جو صحابہ کے دل اور جگر پر لگا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا حادثہ تھا، جس کے واقع ہونے کے بعد ساری دنیا ان کی نظروں میں بے رونق ہوگئی تھی، اس کے ساتھ مدینہ میں منافقوں کا ایسا گروہ مدینہ میں موجود تھا، جو فتنہ پیدا کرنے کے لئے موقعوں اور بہانوں کی تلاش میں تھا۔

اسی کے ساتھ جھوٹے نبوت کے دعوے دار اور اسلام سے نعوذ باللہ مرتد ہونے والوں کے فتنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہی سر اُٹھانا شروع کردیا تھا، اب یہ اسلام دشمن قوتیں اسلام کو نقصان پہنچانے کے مزید خواب دیکھ رہی تھیں۔

جن قبیلوں کو مدینہ کی قیادت کسی طرح گوارا نہیں ہوسکتی تھی، وہ بھی اپنے مذموم مقاصد پورے کرنے کی فکر کرنے لگے تھے، غرضیکہ دقتوں اور دشواریوں کا ایک پہاڑ تھا، جو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کی آنکھوں کے سامنے کھڑا تھا۔

ان سب اندرونی اور بیرونی دشواریوں کے باوجود ایک اہم معاملہ یہ درپیش تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ میں ہی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں شام کی طرف ایک لشکر روانہ کیا تھا، جو ابھی مدینہ سے تین میل دور شام کی طرف مقامِ جرف میں ہی پہونچا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید علالت کی خبر پہونچ گئی، اور وہ وہیں رُک گئے، یہاں تک کہ آپ کا وصال ہوگیا، تو یہ حضرات مدینہ لوٹ آئے۔

اب سوال یہ تھا کہ اس لشکر کو جس مہم پر رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا تھا، اُس مہم پر اسے جانے دیا جائے، یا پہلے مرتدین کی سرکوبی کی جائے۔

جو صورتِ حال پیدا ہوگئی تھی، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس سے گھبرائے ہوئے تھے، اور وہ یہ چاہتے تھے کہ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس نازک صورتِ حال میں مسلمانوں کو مدینہ میں ہی متحد ہو کر رہنا چاہئے، اور کسی قسم کی لشکر کشی نہیں کرنی چاہئے۔

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کے سامنے سب سے ضروری کام یہی تھا کہ اللہ کے رسول اپنی حیات کے آخری لمحات میں جو مہم روانہ فرما گئے تھے، وہ تکمیل کو پہنچے، اور ادھوری نہ رہے۔

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس موقعہ پر فرمایا کہ:

> قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر (مدینہ اس طرح خالی ہو جائے، کہ) میں اکیلا ہی رہ جاؤں اور درندے مجھ کو کھا جائیں، میں اس وقت بھی اسامہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اس مہم پر روانہ کروں گا (تاریخ دمشق لابن عساکر، ج۲،ص۵۰) [1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کا یہ قطعی اور حتمی فیصلہ معلوم ہو جانے کے بعد سب صحابہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے شرح صدر کا یقین ہو گیا۔

بہر حال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عام اعلان کر دیا کہ جیشِ اسامہ میں جانے کے لئے جو لوگ نامزد کئے گئے تھے، ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہے، سب مقامِ جرف میں پہونچ جائیں، اور خود وہاں پہونچ کر لشکر کو روانگی کا حکم دیا، اس موقعہ پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لشکر کو نہایت قیمتی نصیحتیں بھی دیں، جن میں خیانت نہ کرنا، دھوکہ نہ دینا، جھوٹ نہ بولنا، چھوٹے بچوں اور بہت بوڑھے لوگوں کو قتل نہ کرنا، کھیتوں کو تباہ نہ کرنا، پھل دار درختوں کو نہ توڑنا، چوپایوں کو ذبح نہ کرنا جیسی بیش قیمت نصیحتیں بھی شامل تھیں۔

(جاری ہے......)

---

[1] فقال أبو بكر لو اختطفتنى الكلاب والذئاب لم أرد قضاء قضاه رسول الله (صلى الله عليه وسلم) قال فإن الأنصار أمرونى أن أبلغک أنهم يطلبون إليک أن تولى أمرهم رجلا أقدم سنا من أسامة فوثب أبو بكر وكان جالسا فأخذ بلحية عمر وقال ثكلتک أمک وعدمتک يا ابن الخطاب استعمله رسول الله (صلى الله عليه وسلم) وتأمرنى أن أنزعه فخرج عمر إلى الناس فقالوا له ما صنعت فقال امضوا ثكلتكم أمهاتكم ما لقيت فى سببكم اليوم من خليفة رسول الله (صلى الله عليه وسلم) ....يا أيها الناس قفوا أوصيكم بعشر فاحفظوها عنى لا تخونوا ولا تغلوا ولا تغدروا ولا تمثلوا ولا تقتلوا طفلا ولا صغيرا ولا شيخا كبيرا ولا امرأة ولا تقذفوا نخلا ولا تحرقوه ولا تقطعوا شجرة مثمرة ولا تذبحوا شاة ولا بقرة ولا بعيرا إلا لمأكلة وسوف تمرون بأقوام قد فرغوا أنفسهم فى الصوامع فدعوهم وما فرغوا أنفسهم وسوف تقدمون على أقوام يأتونكم بآنية فيها ألوان الطعام فإذا أكلتم منها شيئا بعد شء فاذكروا اسم الله عليها وسوف يلقون أقواما قد فحصوا أوساط رؤوسهم تركوا حولها مثل العصائب فاخفقوهم بالسيوف خفقا اندفعوا بسم الله أفناكم الله بالطعن والطاعون (تاريخ دمشق لابن عساكر، ج٢، ص٥٠ و ٥١)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پیارے بچو! حافظ محمد ریحان

مزاح کی حقیقت اور اپریل فول

پیارے بچو! آج ہم آپ کو مزاح کے بارے میں بتاتے ہیں، مزاح ایک ایسی چیز ہے جس سے انسان کی طبیعت میں بشاشت پیدا کی جاسکتی ہے۔ غمزدہ دلوں اور پریشان طبیعتوں کو خوش کیا جاسکتا ہے لیکن مزاح کی کچھ حدود ہیں، ان حدود کی رعایت نہ رکھی جائے تو کوئی دفعہ اسی مزاح سے بیٹھے بٹھائے دوسرے انسان کی بھری محفل یا کسی ایسی جگہ جہاں اس انسان کی عزت ہو، رسوائی ہوجاتی ہے، اور بعض اوقات بہت بڑا جانی و مالی نقصان اور بلاوجہ کی ذہنی تکلیف پہنچتی ہے۔

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مزاح کیا اور ایسا مزاح کیا جس میں نہ تو کسی کی بے عزتی ہوئی اور نہ ہی سچ کی حقیقت بدلی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ جو کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے اور انہوں نے بہت عرصہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، وہ کہتے ہیں کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری مانگی، تو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آپ کو اونٹنی کا ایک بچہ دوں گا، تو اس شخص نے کہا کہ میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا یعنی نہ تو اونٹنی کے بچے پر سوار ہوسکتا ہوں اور نہ ہی اس پر سامان لاد سکتا ہوں، تو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزاح کے طور پر فرمایا کہ کیا اونٹ اونٹنی سے پیدا نہیں ہوتا؟ یعنی اونٹ جتنا بھی بڑا ہوجائے رہتا تو وہ اونٹنی کا بچہ ہی ہے، جیسے کہ پیارے بچو! آپ جب پیدا ہوئے تھے اور چھوٹے سے تھے اس وقت آپ اپنے ابا جان اور امی جان کے بچے تھے اور جب بڑے ہوجائیں گے تب بھی اپنے ماں باپ کے تو بچے ہی رہیں گے۔

پیارے بچو! جب کسی بھری محفل میں آپ کے ساتھی اور دوست بیٹھے ہوئے ہوں تو کسی ساتھی کے بارے میں مزاح کے طور پر ایسی بات کہنا جس سے اسے تکلیف پہنچے اور اس کا مذاق بن جائے یہ بہت بڑی گناہ کی بات ہے۔ اسی طرح آج کل جو اپریل فول (First April) منایا جاتا ہے جس میں بڑے چھوٹوں کا لحاظ نہ کرتے ہوئے ایسے مزاح کئے جاتے ہیں جو سراسر جھوٹ اور دھوکہ دہی پر مبنی ہوتے ہیں اور اس میں جو جتنا بڑا جھوٹ اور جتنا بڑا بے وقوف بنانے والا شخص ہو اسے اتنی ہی عزت دی جاتی ہے اور

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وہ اس پر بہت خوش ہوتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جھوٹ بولنے والوں پر لعنت فرمائی ہے، اور بعض دفعہ اس غیر اسلامی رسم کو منانے کے لئے یہاں تک جھوٹ بولا جاتا ہے کہ فلاں شخص کو خبر دی کہ آپ کے عزیز فوت ہو گئے ہیں اور وہ شخص جس کو خبر دی اس صدمے کو برداشت نہ کرتے ہوئے دنیائے فانی سے رخصت ہو جاتا ہے، اور اس کی ایک اور مثال مالی نقصان کی یہ ہے کہ کسی شخص کو فون پر پیغام دیا کہ آپ کا فلاں رشتہ دار کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اور وہ کسی دور جگہ ہسپتال میں ہیں، اب اس شخص کے رشتہ دار بہت زیادہ رقم کا کرایہ لگا کر اتنا دور سے اسے دیکھنے آئے اور پتا لگا کہ جن صاحب نے فون کیا تھا وہ اپریل فول منا رہے تھے۔ اب دیکھو سارا واقعہ جھوٹ، مکاری اور سراسر دھوکہ دہی پر منحصر ہے۔ ایک تو ان اشخاص کا فضول مال ضائع ہوا اور وقت بھی برباد ہوا اور ذہنی تکلیف بھی پہنچی اور دھوکہ دہی اور مسلمان کو اذیت پہنچانے کا گناہ الگ لازم آیا۔

پیارے بچو! چلو آج ہم مل کر ایک وعدہ کرتے ہیں کہ کبھی کسی دوست یا بھائی یا کسی بھی شخص سے ایسا مزاح نہیں کریں گے، جس سے اُس کا دل دُکھے اور نہ کبھی اپریل فول جیسی غیر اسلامی رسم کو منانے میں حصہ لیں گے بلکہ ایسا مزاح کرنا چاہئے جس سے غم میں ڈوبے ہوئے دل اور پریشان حال طبیعت خوش ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دیں، آمین۔

Idara Ghufran

بزمِ خواتین   مولانا طلحہ مدثر

خواتین جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے (قسط۲)

حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ

حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کا نام اسرائیلی ماٰخذ کے مطابق حنہ بنت فاقوز تھا اور قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے والد کا نام عمران تھا جو کہ بیت المقدس کے امام تھے، جب حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ حالتِ حمل میں تھیں تو انہوں نے اپنی شریعت کے مطابق نذر مانی، ان کی شریعت میں نذر ماننے کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے خاص کر دیں اور دنیا کا کوئی اور کام اس سے نہ لیں چنانچہ انکی والدہ نے نذر مانی، کہ جب میری اولاد ہوگی تو میں اس کو بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کردوں گی اور اس کے علاوہ کوئی کام ان سے نہیں لوں گی لیکن جب لڑکے کے بجائے لڑکی کی پیدائش ہوئی تو وہ پریشان ہوگئیں کہ یہ تو لڑکی پیدا ہوگئی ہے اور لڑکی بھلا مسجد کی کیا خدمت کرسکتی ہے؟ بالآخرانہوں نے غیبی الہام کے تحت اس بچی کا نام مریم (یعنی عبادت کرنے والی) رکھا اور بیت المقدس کے لیے وقف کردیا، قرآن مجید میں سورہ آلِ عمران کی آیات ۳۵۔۳۶ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے واقعے کو اس طرح بیان فرمایا ہے:

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَکَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّکَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ. فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَى وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ کَالْأُنْثَى وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِکَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ (سورة آلِ عمران، رقم الآيات ۳۵،۳۶)

ترجمہ: (چنانچہ اللہ کے دعا سننے کا وہ واقعہ یاد کرو) جب عمران کی بیوی نے کہا تھا کہ "یارب! میں نے نذر مانی ہے کہ میرے پیٹ میں جو بچہ ہے میں اسے ہر کام سے آزاد کرکے تیرے لیے وقف رکھوں گی، میری اس نذر کو قبول فرما، بیشک تُو سننے والا ہے، ہر چیز کا علم رکھتا ہے، پھر جب ان سے لڑکی پیدا ہوئی تو وہ (حسرت سے) کہنے لگیں "یارب! میری تو لڑکی پیدا ہوگئی ہے" حالانکہ اللہ کو خوب علم تھا کہ ان کے یہاں کیا پیدا ہوا ہے" اور لڑکا لڑکی جیسا نہیں

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ہوتا (یعنی خدمت کرنے میں اور مسجد کے کام انجام دینے کی طاقت میں لڑکی لڑکے کے برابر نہیں ہوتی بلکہ لڑکا اس سے بہتر ہوتا ہے)۔میں نے اس کا نام مریم رکھ دیا ہے اور میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے حفاظت کے لیے آپ کی پناہ میں دیتی ہوں‘‘ (ترجمہ ختم)

حضرت مریم علیہا السلام

حضرت مریم علیہا السلام جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ تھیں اور ان کی پیدائش کے وقت ان کے والد عمران کی وفات ہو چکی تھی نیز ان کی والدہ نے اپنی نذر پوری کرنے کے لیے بیت المقدس میں وقف کرنے کا ارادہ کیا، تو ہر ایک کی یہ خواہش ہوئی کہ ان کی تربیت اور پرورش کی ذمہ داری ان کو سونپی جائے، کیونکہ ان کے والد عمران بیت المقدس کے پیشواء و مقتداء اور امام تھے اور قوم میں ان کو عظمت و عقیدت کا بڑا مرتبہ حاصل تھا، لہٰذا اختلاف پیدا ہو گیا، بیت المقدس کے عابدوں میں سے حضرت زکریا علیہ السلام بھی تھے جو رشتہ میں حضرت مریم کے خالو تھے، ان کی رشتہ داری اور ان کے نکاح میں حضرت مریم علیہا السلام کی خالہ (جو قائم مقام والدہ کے ہوتی ہیں) کے ہونے کی وجہ سے انہوں نے دوسروں پر اپنی فوقیت ثابت کی لیکن باقی لوگوں نے اسے قبول نہ کیا بالآخر ان سب کے درمیان قرعہ ڈالا گیا اور قرعہ ڈالنے کی صورت یہ طے کی گئی کہ سب حضرات اپنے قلم پانی میں ڈالیں جس کا قلم پانی میں ٹھہر گیا وہی پرورش کا مستحق ٹھہرے گا چنانچہ قرعہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام نکلا اور ان کو ہی مریم علیہا السلام کی تربیت کی ذمہ داری دی گئی۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے مسجد سے ہٹ کر ایک حجرہ ان کے لیے بنوا دیا جس میں وہ رہا کرتی تھیں اور اس میں ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی تھیں، حضرت زکریا علیہ السلام جب بھی اس حجرہ میں داخل ہوتے تو حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم کے پھل پاتے جب کہ کوئی اور اس کمرے میں آتا جاتا نہیں تھا اور نہ ہی حضرت زکریا علیہ السلام کی طرف سے وہ پھل ان کے لیے بھیجے جاتے تھے لہٰذا حضرت زکریا علیہ السلام نے ان سے پوچھ لیا کہ یہ پھل تمہارے پاس کہاں سے آتے ہیں؟ حضرت مریم علیہا السلام نے جواب دیا کہ اللہ کی طرف سے آتے ہیں۔

غرض حضرت مریم علیہا السلام نبی کے زیرِ سایہ پروان چڑھیں اور خوب نیک اور پارسا ہو گئیں، یہاں تک کہ جوانی کی عمر کو پہنچ گئیں اور ان کی نیک نامی اور پارسا ہونے کی بہت شہرت ہو گئی، اسی دوران ایک دن

Idara Ghufran

اپنے گھر والوں کے مشرقی جانب کسی ضرورت سے تشریف لے گئیں (بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ غسل کے لیے تشریف لے گئی تھیں، بعض نے فرمایا ہے حسبِ معمول عبادت کے لیے تشریف لے گئی تھیں) پس اچانک اسی خلوت میں حضرت جبرائیل علیہ السلام انسانی شکل میں تشریف لائے، حضرت مریم خلوت میں اجنبی شخص کو دیکھ کر گھبرا گئیں اور اللہ کی پناہ مانگنے لگیں، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان پر واضح کیا کہ میں انسان نہیں ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ایک فرشتہ ہوں جو تمہیں ایک ایسے بیٹے کی خوشخبری دینے کے لیے آیا ہے جو نبی ہوگا اور اللہ تعالیٰ اسے بہت سے معجزات عطا فرمائیں گے۔

حضرت مریم علیہا السلام چونکہ کنواری تھیں اور نعوذ باللہ بدکردار بھی نہیں تھیں لہٰذا حضرت جبرائیل علیہ السلام کو کہنے لگیں کہ مجھے آج تک کسی مرد نے چھوا بھی نہیں ہے اور نہ ہی میں بدکردار ہوں تو میرے یہاں بیٹے کی پیدائش کیسے ممکن ہوگی؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ کے گریبان میں پھونک ماری جس سے آپ کو حمل ٹھہر گیا اور اسی حالت میں وقت گزرتا گیا یہاں تک کہ جب پیدائش کا وقت قریب آیا تو لوگوں نے تہمت لگانا اور نعوذ باللہ بدگمانی کرنا شروع کردی، اسی اثناء میں حضرت مریم اپنے گھر والوں سے کچھ دور بیت اللحم کے مقام پر ایک کھجور کے درخت کے پاس تھیں جب پیدائش کا درد شروع ہوا، آپ نے تکلیف اور بدنامی کے خوف سے موت کی تمنا اور گمنامی کی تمنا کرنا شروع کردی کہ اچانک آواز آئی کہ غم نہ کریں آپ کے نیچے پانی کی ایک نہر جاری کردی گئی ہے اس سے پانی پئیں اور کھجور کے درخت کو ہلا کر جو کھجوریں گریں وہ کھائیں اور اگر کوئی شخص بچہ کے بارے میں سوال کرے تو کہہ دینا کہ میں نے چپ رہنے کا روزہ رکھا ہوا ہے۔

چنانچہ جب وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گود میں اٹھا کر لائیں تو لوگوں نے لعن طعن شروع کردیا، حضرت مریم نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بول پڑے کہ میں نبی ہوں اور مجھے اللہ نے کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھے مبارک انسان بنایا ہے، یہ واقعہ مختصراً سورہ آل عمران میں اور قدرے تفصیل کے ساتھ سورہ مریم میں مذکور ہے، چنانچہ سورۃِ آل عمران کی آیت نمبر ۳۷ میں ارشاد ہے:

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَامَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (سورۃ آلِ عمران، رقم الآیۃ ۳۷)

ترجمہ: چنانچہ اس کے رب نے اس (مریم) کو بطور احسن قبول کیا اور اسے بہترین طریقے

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

سے پروان چڑھایا اور زکریا اس کے سرپرست بنے، جب بھی زکریا ان کے پاس ان کی عبادت گاہ میں جاتے، ان کے پاس کوئی رزق پاتے، انہوں نے پوچھا "مریم! تمہارے پاس یہ چیزیں کہاں سے آئیں؟" وہ بولیں "اللہ کے پاس سے، اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے (آیت ۳۷)

نیز سورۃ آل عمران کی آیت ۴۴ میں ہے:

ذٰلِکَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْکَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ (سورة آلِ عمران، رقم الآية ۴۴)

ترجمہ: (اے پیغمبر!) یہ سب غیب کی خبریں ہیں جو ہم وحی کے ذریعہ تمہیں دے رہے ہیں، تم اس وقت ان کے پاس نہیں تھے جب وہ یہ طے کرنے کے لیے اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ ان میں سے کون مریم کی کفالت کرے گا اور نہ اس وقت تم ان کے پاس تھے جب وہ (اس مسئلہ میں) اختلاف کر رہے تھے (آیت ۴۴)

اسی طرح سورہ مریم میں آیت نمبر ۱۶ سے ۳۰ تک عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ ذکر کرتے ہوئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا .فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا .قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْکَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا.قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّکِ لِأَهَبَ لَکِ غُلَامًا زَكِيًّا.قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَکُ بَغِيًّا.قَالَ كَذَٰلِکِ قَالَ رَبُّکِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا.فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا.فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَالَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا.فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّکِ تَحْتَکِ سَرِيًّا.وَهُزِّي إِلَيْکِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْکِ رُطَبًا جَنِيًّا فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا.فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ قَالُوا يَامَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا .يَاأُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوکِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّکِ بَغِيًّا.فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا . قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا (سورة مريم، رقم الآيات ۱۶ الیٰ ۳۰)

Idara Ghufran

ترجمہ: اوراس کتاب میں مریم کا بھی تذکرہ کرو،اس وقت کا تذکرہ کرو جب وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ ہوکراس جگہ چلی گئیں جومشرق کی طرف واقع تھی،پھرانہوں نے ان لوگوں کے اوراپنے درمیان ایک پردہ ڈال لیا،اس موقعہ پر ہم نے ان کے پاس اپنی روح (یعنی فرشتہ) کو بھیجا جوان کے سامنے ایک مکمل انسان کی شکل میں ظاہر ہوا،مریم نے کہا''میں تم سے خدائے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں،اگرتم میں خدا کا خوف ہے (تو یہاں سے ہٹ جاؤ) فرشتے نے کہا کہ میں تو تمہارے رب کا بھیجا ہوا (فرشتہ) ہوں (اوراس لیے آیا ہوں) تا کہ تمہیں ایک پاکیزہ لڑکا دوں،مریم نے کہا''میرے لڑکا کیسے ہوجائے گا جبکہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں ہے اور نہ میں کوئی بدکار عورت ہوں؟''۔فرشتے نے کہا''ایسے ہی ہوجائے گا تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ''یہ میرے لیے ایک معمولی بات ہے اور ہم یہ کام اس لئے کریں گے تا کہ اس لڑکے کولوگوں کے لیے (اپنی قدرت کی) ایک نشانی بنائیں اور اپنی طرف سے رحمت کا مظاہرہ کریں۔اور یہ بات پوری طرح طے ہوچکی ہے۔پھرہوا یہ کہ مریم کواس بچہ کا حمل ٹھہر گیا، (اور جب ولادت کا وقت قریب آیا) تو وہ اس کو لے کرلوگوں سے الگ ایک دور مقام پر چلی گئیں۔پھرزچگی کے درد نے انہیں ایک کھجور کے درخت کے پاس پہنچادیا،وہ کہنے لگیں''کاش کہ میں اس سے پہلے ہی مرگئی ہوتی اور مرکر بھولی بسری ہوجاتی! پھرفرشتے نے ان کے نیچے ایک جگہ سے انہیں آواز دی کہ''غم نہ کرو تمہارے رب نے تمہارے نیچے ایک چشمہ پیدا کردیا ہے اور کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤ اس میں سے پکی ہوئی تازہ کھجوریں تم پرجھڑیں گی،اب کھاؤ اور پیئو اور آنکھیں ٹھنڈی رکھو اور لوگوں میں سے کسی کو آتا دیکھو تو (اشارے سے) کہہ دینا کہ''آج میں خدائے رحمٰن کے لیے (کسی سے نہ بولنے کے) ایک روزے کی منت مانی ہے اس لیے میں کسی بھی انسان سے بات نہیں کروں گی''پھر وہ اس بچے کو اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں وہ کہنے لگے کہ''مریم تم نے بڑا غضب ڈھادیا ہے،اے ہارون کی بہن! نہ تو تمہاری باپ کوئی بُرا آدمی تھا نہ تمہاری ماں کوئی بدکار عورت تھی۔اس پر مریم نے اس بچے کی طرف اشارہ کیا،لوگون نے کہا بھلا ہم اس سے کیسے بات کریں جو ابھی پالنے میں پڑا ہوا بچہ ہے (اس پر) بچہ بول اٹھا کہ''میں اللہ کا بندہ ہوں،اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے'' (سورہ مریم آیت ۱۶ تا ۳۰) (جاری ہے)

Idara Ghufran

سخاوتِ نفس مال کی برکت اور اشرافِ نفس بے برکتی کا باعث

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ، فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ، فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ: يَا حَكِيمُ، إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى، قَالَ حَكِيمٌ: فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى أُفَارِقَ الدُّنْيَا (بخاری، رقم الحدیث ۱۴۷۲، باب الاستعفاف عن المسألة)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا۔ تو آپ نے مجھے دیدیا، میں نے پھر آپ سے مانگا تو آپ نے مجھے دیدیا، میں نے پھر آپ سے مانگا تو آپ نے مجھے دیدیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے حکیم! یہ مال سرسبز وشاداب اور میٹھا ہے، جو اس کو سخاوتِ نفس (اور فراخ دلی، نہ کہ لالچ) کے ساتھ لے، تو اس میں برکت دی جاتی ہے، اور جو اس کو نفس کی لالچ کے ساتھ لے تو اس میں برکت نہیں رہتی اور وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے لیکن آسودہ نہیں ہوتا۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ حضرت حکیم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا۔ میں آپ کے بعد کسی سے کچھ نہیں مانگوں گا، یہاں تک کہ میں دنیا سے چلا جاؤں (بخاری)

Idara Ghufran

مال کے حقوق ادا کرنا، مال میں برکت کا ذریعہ ہے

حضرت معبد جہنی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ مُعَاوِيَةُ، قَلَّمَا يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، وَيَقُوْلُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ قَلَّمَا يَدَعُهُنَّ، أَوْ يُحَدِّثُ بِهِنَّ فِي الْجُمَعِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ يُّرِدِ اللّٰـهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ، وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ حُلْوٌ خَضِرٌ، فَمَنْ يَّأْخُذْهُ بِحَقِّهٖ يُبَارَكْ لَهٗ فِيْهِ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۸۳۷)

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بہت کم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کوئی حدیث بیان کرتے تھے، البتہ یہ کلمات اکثر جگہوں پر اور جمعہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ذکر کرتے تھے کہ اللہ جس شخص کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمالیتے ہیں تو اسے دین کی سمجھ عطاء فرماتے ہیں، اور یہ دنیا کا مال بڑا میٹھا اور سرسبز وشاداب ہے، سو جو شخص اسے اس کے حق کے ساتھ لیتا ہے، اس کے لئے اس میں برکت ڈال دی جاتی ہے (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ یہ دنیا کا مال ودولت جو سرسبز وشاداب اور میٹھا معلوم ہوتا ہے، تو یہ اسی وقت ہے، جبکہ اس مال کے حقوق مثلاً زکاۃ وغیرہ ادا کیے جائیں، اور جن لوگوں کے حقوق اس مال سے وابستہ ہیں، اُن کے حقوق بھی ادا کیے جائیں، ایسے مال میں برکت شامل کردی جاتی ہے۔

Idara Ghufran

صدقہ سے برکت اور بخل سے تنگی ہونا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّ مَثَلَ الْمُنفِقِ الْمُتَصَدِّقِ، وَالْبَخِيلِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ -أَوْ جُنَّتَانِ -مِنْ حَدِيدٍ، مِنْ لَدُنْ ثُدِيِّهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا، فَإِذَا أَرَادَ الْمُنفِقُ أَنْ يُنفِقَ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ الدِّرْعُ أَوْ مَرَّتْ حَتَّى تُجِنَّ بَنَانَهُ، وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ، وَإِذَا أَرَادَ الْبَخِيلُ أَنْ يُنفِقَ قَلَصَتْ وَلَزِمَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا، حَتَّى إِذَا أَخَذَتْهُ بِتَرْقُوَتِهِ -أَوْ بِرَقَبَتِهِ -، يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ :أَشْهَدُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُوَسِّعُهَا، فَلَا تَتَّسِعُ، قَالَ طَاوُسٌ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُشِيرُ بِيَدِهِ وَهُوَ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَوَسَّعُ (نسائی، صدقة البخيل، مسلم، رقم الحديث ١٠٢١ "٧٥")

ترجمہ: صدقہ کے ذریعہ خرچ کرنے اور بخیل (وکنجوس) آدمی کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے، جن پر لوہے کی دو زرہیں ہیں، جو کہ اس کے سینہ سے لے کر ہنسلی تک ہے، جس وقت (صدقہ کے ذریعہ) خرچ کرنے والا خرچ کرنا چاہتا ہے تو اس کی زرہ لمبی چوڑی ہو جاتی ہے اور اس کے قدم تک کو وہ ڈھانپ لیتی ہے اور اس کے چلنے کے نشان مٹ جاتے ہیں۔ اور جس وقت بخیل (وکنجوس) آدمی خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ زرہ سمٹ جاتی ہے اور اس کی ہر کڑی دوسری کڑی کو پکڑ لیتی ہے یہاں تک کہ اس کی گردن یا ہنسلی بھی پھنس جاتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اس کو کشادہ کرنے کا اشارہ فرماتے لیکن وہ زرہ کشادہ نہ ہوتی ہو (نسائی، مسلم)

معلوم ہوا کہ صدقہ کرنے والوں کے خرچ کرنے سے برکت اور بخیل کے خرچ کرنے سے تنگی ہوتی ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ، وَالتَّعَفُّفَ مِنْهَا، وَالْمَسْأَلَةَ: الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى، وَالْيَدُ الْعُلْيَا الْمُنْفِقَةُ، وَالسُّفْلٰى اَلسَّائِلَةُ (ابوداؤد، رقم الحديث ۱۶۴۸، باب فی الاستعفاف، إسناده صحيح)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر صدقہ کرنے اور سوال سے بچنے کی فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، اور اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے، اور نیچے والا ہاتھ سوال کرنے والا ہے (ابوداؤد)

حضرت مالک بن نضلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اَلْأَيْدِى ثَلَاثَةٌ فَيَدُ اللّٰہِ الْعُلْيَا، وَيَدُ الْمُعْطِى الَّتِى تَلِيهَا، وَيَدُ السَّائِلِ السُّفْلٰى، فَأَعْطِ الْفَضْلَ، وَلَا تَعْجِزْ عَنْ نَفْسِكَ (ابوداؤد، رقم الحديث ۱۶۴۹)

ترجمہ: ہاتھ تین قسم کے ہیں، اللہ کا ہاتھ سب سے بلند ہے، اور اللہ کے ہاتھ سے قریب تر ہاتھ صدقہ دینے والے کا ہے، اور مانگنے والے کا ہاتھ نیچے ہے، پس جو ضرورت سے زائد ہو اس کو صدقہ میں دیدو اور اپنے نفس کو (سب کچھ صدقہ کر کے) عاجز نہ بناؤ (ابوداؤد)

Idara Ghufran

آپ کے دینی مسائل کا حل — ادارہ

غیرِ حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم (پانچویں وآخری قسط)

(۶)......ابنِ ملافروخ کا حوالہ

اورعلامہ ابنِ تیمیہ کے قول کوحنفیہ میں سے ابنِ ملافروخ مکی نے بھی اختیار کیا ہے، اوراس قول کودرست قراردینے پر مزید دلائل قائم کئے ہیں۔ [1]

چنانچہ انہوں نے علامہ ابنِ تیمیہ کے اس مکمل کلام کونقل کر کے فرمایا کہ علامہ ابنِ تیمیہ کا یہ قول میرے موقف کے مطابق ہے، اور بڑے ائمہ کے بھی موافق ہے، لہٰذا اس پر بعض اہلِ علم کی تعجب خیزی درست نہیں۔ [2]

اس کے بعد ابنِ ملافروخ مکی نے بعض شوافع سے مذکورہ صورت میں نماز کے جواز کا قول نقل کیا ہے، اور

---

[1] محمد بن عبد العظيم الملقب بابن ملا فروخ :فقيه حنفي من أهل مكة، كان مفتيا بها .له (القول السديد فى بعض مسائل الاجتهاد والتقليد -خ) رسالة فرغ من كتابتها سنة ۱۰۵۲ هـ (الاعلام للزركلى، ج۶ص۲۱۰)

محمد بن فروخ (كان حيا ۱۰۵۱ هـ 1641م) محمد بن عبد العظيم بن فروخ الهندى المكى، الحنفى.فقيه، اصولى.

من آثاره :القول السديد فى بعض مسائل الاجتهاد والتقليد فرغ من تأليفه فى ۱۵ شوال ۱۰۵۱ هـ (معجم المؤلفين، ج۱۰ ص۱۷۷، باب الميم، لعمر بن رضا بن محمد راغب بن عبد الغنى)

[2] انتهى بلفظه فانظره فإنه مطابق ومؤيد لما ذكرته فى هذه الرسالة ولله الحمد على موافقة من مضى من كبار الأئمة وكثيرا ما أختار شيئا فأجدنى قد سبقنى إلى اختياره الفحول من الرجال من الأئمة أو استشكل شيئا فأجد اشكاله منقولا عن كبار المتقدمين وكذلك إذا أبديت قولا لم يكن وقف من رأى كلامى على نقله فيقع منهم موقع الإنكار ويحملهم الجهل والتعصب على رده ثم أجده منقولا بعد ذلك بعينه أو بما يوافقه عن السلف فمن بعدهم من كبار الأئمة وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء بل ربما أفعل أمرا من الأمور العادية فيستغربه الناس ويتعجبون من صدوره منى وربما عيب على بل ربما أنسب به عند بعض الجهال إلى سخافة العقل ثم أجده أو مثله محكيا عن بعض الصحابة رضى الله عنهم أو عن التابعين أو عن بعض الخلفاء أو السلاطين الكبار المجمع على إصابة فعلهم وجلالتهم والحمد لله رب العالمين(القول السديد فى بعض مسائل الاجتهاد والتقليد، ص ۱۴۹،۱۵۰، الفصل الاول)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ امام کی خطاء قطعی نہیں ہے، بلکہ مجتہد فیہ ہے۔ [۱]

اوراس کے بعد ابنِ ملافروخ مکی نے امام شافعی رحمہ اللہ کا ''امالی'' سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی آدمی کسی شہر میں داخل ہو، اوراس میں چاردن اقامت کی نیت کرے، اوروہ قصر کے جواز کا قائل ہو، اوراس کے ساتھ کوئی دوسرا شخص ایسا ہو، جو قصر کے جواز کا قائل نہ ہو، اور پھر وہ نماز میں امامت کرے، تو اس کی اقتداء میں نماز جائز ہے، کیونکہ اس کے حق میں صحتِ صلاۃ کا حکم ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ اگر مقتدی کے اعتقاد کا اعتبار ہوتا، تو نماز باطل ہوتی، کیونکہ مقتدی کے زعم میں قصر کی نیت کے ساتھ نماز جائز نہیں، اوراس کے باوجود امام شافعی نے اس کی اقتداء کو جائز قرار دیا ہے، جس سے امام کے اعتقاد کا معتبر ہونا معلوم ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مدینہ اور مصر کے ائمہ کے پیچھے نماز پڑھنا ثابت ہے، باوجودیکہ امام شافعی کا ان کے ساتھ کئی امور میں اختلاف تھا۔

نیز حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی منیٰ میں اتمام کے ساتھ اقتداء کرنا بھی ثابت ہے، باوجودیکہ اس پر انکار بھی ہوا تھا، جس کے جواب میں انہوں نے خلاف کو شر قرار دیا تھا۔ [۲]

---

[۱] ثم لخص لی تلخیصا شافیا شافعی زمانه السید الجلیل عمر بن عبد الرحیم البصری المکی رحمه الله تعالی ومن خطه الکریم نقلت ما نصه.

قال الإمام الرافعی فی العزیز وإن کانت صلاته صحیحة فی اعتقاده الإمام دون المأموم أو بالعکس فإن کان الاختلاف فی الفروع کما إذا مس الحنفی فرجه وصلی أو ترک الإعتدال أو قرأ غیر الفاتحة ففی صحة اقتداء الشافعی به وجهان أحدهما یصح وبه قال القفال لأن خطأه غیر مقطوع به والثانی وبه قال الشیخ أبو حامد لا یصح لفسادها عند المأموم فأشبه ما لو اختلف اجتهاد رجلین فی القبلة لا یقتدی أحدهما بالآخر وهو أظهر عند الاکثرین انتهی(القول السدید فی بعض مسائل الاجتهاد والتقلید،ص ۱۵۰ الیٰ ۱۵۳، الفصل الاول)

[۲] قال الإمام الزرکشی فی الخادم ما حاصله وخلاصة ما رجحه ونقله عن الأکثرین غیر مسلم فإنما تعرض له طائفة کالبرزنجی والرویانی فی الحلیة والبغوی وصاحب الکافی والغزالی فی فتاویه ولم یذکر المسألة طائفة کالماوردی والدارمی والشیخ فی المهذب والتنبیه وکلام الشیخ أبی حامد فیها محتمل فإنه قال لو اقتدی به وهو یحتمل الکراهة وعلیها جری الرویانی فی البحر ولم یصح عن القاضی أبی الطیب شیء بل حکی عن الدارمی الجواز وعن أبی اسحاق المنع والقائلون به لم یقفوا للشافعی علی نص بل قالوا إنه قیاس مذهبه فی المختلفین فی القبلة والأوانی وهذا ممنوع نقلا وتوجیها أما النقل فإن المنصوص للشافعی ما نقله القفال الصحة ومما یشهد للصحة ما حکاه المحاملی فی المجموع قال قال الشافعی رحمه الله تعالی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس کے بعد ابنِ ملا فروخ مکی نے فرمایا کہ مانعین کا یہ توجیہ کرنا کہ مقتدی امام کی نماز کے بطلان کا عقیدہ رکھتا ہے، مردود ہے، کیونکہ یہ مسئلہ اجتہادی ہے، جس میں اس طرح کا توسع ہوا کرتا ہے، جس طرح کا توسع غیر اجتہادی مسائل میں نہیں ہوا کرتا، اسی وجہ سے حکمِ حاکم کی صورت میں نفاذ معتبر اور اس کا نقض ممنوع ہوتا ہے۔ [۱]

پھر اس کے بعد ابنِ ملا فروخ مکی نے فرمایا کہ جہاں تک مانعین کے مجتہدین فی القبلہ یا ناپاک برتن کے پانی سے وضو کرنے کے مسئلہ پر قیاس کا تعلق ہے، تو یہ قیاس بھی مع الفارق ہونے کی وجہ سے قابلِ اعتبار نہیں، کیونکہ وہاں امام اور مقتدی دونوں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو شخص ناپاک پانی سے وضو کرے یا قبلہ کی جہت کے خلاف نماز پڑھے، تو اس کی نماز فاسد ہے، برخلاف مجتہد فیہ مسائل میں امام اور مقتدی کی اقتداء والے مسئلہ کے، کیونکہ اس مسئلہ میں مقتدی کا یہ عقیدہ نہیں کہ اس کے امام کی نماز باطل ہے۔ [۲]

نیز وضو کرنے اور قبلہ کی طرف رخ کرنے کے مذکورہ دونوں مسائل میں مقتدی کے ظن کے برعکس یقینی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فی الامالی وإذا دخل الرجل بلدا فنوى أن يقيم أربعين يوما وكان يرى جواز القصر حينئذ ومعه رجل يعتقد أن صلاته المقصورة لا تجوز فإن قدمه وصلى خلفه جاز لأنه محكوم بصحة صلاته فى حقه هكذا حكاه القاضى أبو الطيب عن الامالى ،ولو كانت العبرة باعتقاد المأموم لكان اقتداؤه به باطلا لأن عند المأموم أن نية القصر لا تنعقد معها الصلاة ومع ذلك صحح الشافعى الاقتداء به اعتبارا باعتقاد الإمام وهذا النص ذكره الإمام النووى أيضا فى باب صلاة المسافر فى شرح المهذب ووقع فى بعض نسخ شرح المهذب هكذا والمختار والظاهر قول القفال. فلم تزل الأئمة المختلفون فى الفروع يصلى بعضهم خلف بعض ويشهد له تصحيحهم أن الماء الذى توضأ منه الحنفى وغيره ممن لا يرى وجوب النية مستعمل وإن لم ينو على الأصح وهذا هو الصواب الذى ينبغى أن تكون الفتوى عليه وقد كان الإمام الشافعى رحمه الله تعالى يصلى خلف أئمة المدينة ومصر وكانوا لا يسلمون ولم ينقل عنه الامتناع عن الاقتداء بهم وَصَحَّ عَن ابْنِ مَسْعُود رَضِى الله عَنهُ أَنه ائتم بمنى مَعَ عُثْمَان رَضِى الله عَنهُ مَعَ إِنْكَاره عَلَيْهِ ذَلِك فَقيل لَهُ فِى ذَلِك فَقَالَ الْخلاف شَرّ فتْنَة(القول السديد فى بعض مسائل الاجتهاد والتقليد، ص ۱۵۳ الیٰ ۱۶۱، الفصل الاول)

[۱] وأما توجيه المانعين بقولهم إن المأموم يعتقد بطلان صلاة الإمام فمردود فإنها مسئلة اجتهاد واعتقاد والخطأ فيها لا يسوغ كما فى غيرها من المسائل الاجتهادية كالحكم بصحة حكمه وامتناع نقضه بشرطه(القول السديد فى بعض مسائل الاجتهاد والتقليد، ص ۱۶۱، ۱۶۲، الفصل الاول)

[۲] و أما قياسهم على المجتهدين فى القبلة أو فى الأوانى فيصرف بان الإمام والمأموم فيهما يعتقدان فساد صلاة من صلى بطهارة من إناء نجس أو صلى إلى غير القبلة بخلاف المأموم فى اقتدائه بتارك الفاتحة فانه لا يعتقد بطلان صلاته مع تركها لانه مستند لاجتهاد من جملة عقيدة المأموم التى يدين بها ربه اعتقاد صحته(القول السديد فى بعض مسائل الاجتهاد والتقليد، ص ۱۶۲، ۱۶۳، الفصل الاول)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

طور پر نماز کے فساد اور اعادہ کا حکم ہے، بخلاف فروع میں مجتہد فیہ مسئلہ کے، اور اسی وجہ سے اگر کوئی شخص اپنے سابق اجتہاد کے خلاف کسی نصِ جلی پر قادر ہو جائے، تو اس پر سابق اجتہاد کی وجہ سے پڑھی گئی نماز کا اعادہ لازم نہیں۔

اور اس کے علاوہ بعض اور جہات سے بھی فرق ہے۔ [۱]

پھر اس کے بعد ابنِ ملا فروخ مکی نے متاخرین میں سے صاحبِ ذخائر کے اس قول کو اختیار کرنے اور اس مسئلہ میں ان کی مستقل تصنیف ''**بیان المشروع فی الاقتداء بالمخالفین فی الفروع** '' کا ذکر فرمایا ہے، اور ابنِ ابی الدم کا شرح الوسیط کے حوالہ سے یہ قول ذکر فرمایا ہے کہ مقتدی کی نماز کے مطلقاً صحیح ہونے کا ''اصح'' ہونا راجح ہے، اور فرمایا کہ جواز کے قول کے راجح ہونے پر انہوں نے کئی جہات سے عمدہ دلائل قائم کئے ہیں، اور فرمایا کہ یہ تمام اختلاف مجتہدین میں ہوتا ہے، اور عوامُ الناس کا اس میں شمار نہیں کیا جاتا ''**فإنهم لا مذهب لهم يعولون عليه وإنما فرضهم التقليد الخ**''

اس کے بعد ابنِ ملا فروخ مکی نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ زیادہ خون نکلنے سے وضو ٹوٹنے کے قائل تھے، جب ان سے کہا گیا کہ امام تو زیادہ خون نکلنے سے وضو ٹوٹنے کا قائل نہیں، پھر بھی آپ ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں؟ تو امام احمد نے اس کے جواب میں فرمایا کہ سبحان اللہ! کیا میں یہ کہوں کہ سعید بن مسیّب اور امام مالک رحمہما اللہ کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔ [۲]

---

[۱] وبأن المجتهد أو بأن له فی مسألتی الأوانی والقبلة أن الأمر علی خلاف ظنه يقينا لزمته الإعادة بخلاف المجتهد فی الفروع لو عثر علی نص جلی مخالف لاجتهاده السابق لا تلزمه إعادة ما صلاه بالاجتهاد السابق وسر ذلک أن الاجتهاد الأول مستند إلی أمر عادی وقرائن تشير الظن اکتفی بها الشارع تخفيفا علی الأمة فإن تحقق الخطأ فيها رجع إلی الأصل وتبين عدم صلاحيتها لمن ظن بها بخلاف الاجتهاد الثانی فإنه مستند إلی أمر شرعی أوجب الشارع عليه إتباعه فلم يقع عمله السابق علی خلاف حکم الله تبارک وتعالی وإن فرض وصرح النص الثانی المعثور عليه بحيث أفاد اليقين أو ما قاربه من الظن القوی وأيضا الاجتهاد الأول يمکن التوصل به إلی القطع بالخطأ فيه خلاف الثانی (القول السديد فی بعض مسائل الاجتهاد والتقليد، ص۱۶۳، ۱۶۴، الفصل الاول)

[۲] وممن اختار ذلک من المتأخرين صاحب الذخائر وأفرد المسألة بتصنيف سماه ''بيان المشروع فی الاقتداء بالمخالفين فی الفروع'' وقال ابن أبی الدم فی باب الجنائز من شرح الوسيط لعل الأصح الصحة المطلقة وأقام الدليل علی الجواز من وجوه ثم نبه علی أمر حسن فقال وهذا الخلاف کله فی المجتهدين وأما عوام الناس فليسوا مقصودين فی الخلاف فإنهم لا مذهب لهم يعولون عليه وإنما فرضهم التقليد عند

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

Idara Ghufran

اس کے بعد ابنِ ملافروخ مکی نے قاضی حسین کے حوالہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مختار یہ ہے کہ ہر مجتہد مصیب ہوتا ہے، مگر ان میں سے کوئی ایک اللہ کے نزدیک حق کو پالیتا ہے، اور باقی اپنے نزدیک حق کو پالیتے ہیں، اور ابنِ سمعانی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ ہمارے علماء نے فرمایا کہ جو مجتہد خطاء کرے، تو وہ اللہ کے نزدیک حق کی خطاء کرنے والا ہوتا ہے، مگر اپنی ذات میں عمل کرنے کے حق میں مصیب ہوتا ہے، یہاں تک کہ اگر وہ عمل کرے، تو وہ شرعی اعتبار سے اللہ کے نزدیک بھی صحیح ہوکر واقع ہوتا ہے، جیسا کہ اس نے اللہ کے نزدیک بھی حق کو پالیا ہو، اور اس کے بعد امام شافعی رحمہ اللہ کی طرف سے اس پر اجماع کو نقل کیا ہے کہ ہر مجتہد جس کا اجتہاد کسی معاملہ کی طرف ہو، تو وہ اس کے حق میں اللہ تعالیٰ کا ہی حکم ہوتا ہے، البتہ دوسرے مجتہد کے لئے (جس کا اجتہاد اس کے خلاف ہو) اس کی اجازت نہیں ہوتی۔

پس جس نے اپنے اجتہاد کے مطابق نماز پڑھی، تو اس کے نزدیک بھی نماز صحیح ہے، اور اس کے نزدیک بھی صحیح ہے، جو اس مسئلہ میں اُس کا مخالف ہے، کیونکہ اس کا اعتقاد یہ ہے کہ یہ اس کے نزدیک اللہ کا حکم ہے، اور اس کی نماز صحیح ہے، کیونکہ اس نے، اُس کو مامور بہ طریقہ پر ادا کیا ہے، پس ایسی صورت میں اس کی اقتداء سے کیسے منع کیا جائے گا، باوجویکہ اس کی نماز، اس کے اعتبار سے صحیح ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ نزول النازلة فمن أفتاهم من أهل الفتوى وجب عليهم قبول قوله وانتسابهم إلى المذاهب عصبية ومعناه ارتضى أن يعمل فى عبادته وكل أحواله بقول إمام انتسب اليه فهؤلاء يصح قدوة كل منهم بأى إمام كان من غير تفصيل .

ونقل عن الإمام أحمد بن حنبل رحمه الله تعالى أنه كان يرى الوضوء من الدم الكثير فقيل له إذا كان الإمام لايتوضأ من ذلك أتصلى خلفه فقال سبحان الله تعالى أقول إنه لا يصلى خلف سعيد بن المسيب ومالك رضى الله عنهما . وكان القاضى أبو عصام العامرى الحنفى مارا فى باب مسجد القفال والمؤذن يؤذن المغرب فنزل عن دابته ودخل المسجد فلما رآه القفال أمر المؤذن أن يثنى فى الإقامة وقدم القاضى أبا عصام فتقدم وصلى وجهر بالبسملة وأم بشعار الشافعية فى صلاته وكان ذلك منهما تهوينا لأمر الخلاف فى الفروع(القول السديد فى بعض مسائل الاجتهاد والتقليد، ص ۱۶۴ الیٰ ۱۶۹، الفصل الاول)

[1] وقال القاضى الحسين فى تعليقه والمختار أن كل مجتهد مصيب إلا أن أحدهم أصاب الحق عند الله والباقون أصابوا الحق عند أنفسهم وقال ابن السمعانى قال علماؤنا من أخطأ كان مخطئا للحق عند الله مصيبا فى حق عمل نفسه حتى إن عمل نفسه يقع صحيحا عند الله شرعا كأنه أصاب الحق عند الله وقد حكى الإمام الشافعى رحمة الله عليه الإجماع على أن كل مجتهد أداه اجتهاده إلى أمر فهو حكم الله تعالى فى حقه ولا يشرع له العمل بغيره حينئذ فمن صلى بحكم اجتهاده فصلاته صحيحة عنده وعند من يخالفه فى المسألة لاعتقاده أن ذلك حكم الله تعالى عنده وصلاته صحيحة لأتيانه بها على الوجه المأمور به حينئذ فكيف يمنع الاقتداء به مع الحكم بصحة صلاته فى نفسه انتهى مع تلخيص وتحرير واقتضى نسخه إلى هنا . انتهى ما رأيته بخط المذكور دامت إفادته(القول السديد فى بعض مسائل الاجتهاد والتقليد، ص ۱۶۹ الیٰ ۱۷۱، الفصل الاول)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ابن ملّا فروخ کے مذکورہ کلام سے اس کا جواب بھی معلوم ہوگیا جو بعض مشائخِ حنفیہ سے امام کی طرف سے مقتدی کو مفسدِ صلاۃ فعل کا علم ہونے کی صورت میں مقتدی کی نماز کے عدمِ جواز کا مقیس علیہ یا نظیر میں منقول ہے کہ امام اور مقتدی اندھیرے میں قبلہ کی تحری کر کے نماز ادا کر رہے ہوں تو جس مقتدی کو اپنے امام کی جہت کا اس سے مختلف ہونا معلوم ہو جائے، اس کی نماز درست نہیں ہوتی، کیونکہ مقتدی علم ہو جانے کے بعد اپنے امام کو خطاء پر سمجھتا ہے۔

اگرچہ اس صورت میں امام کی نماز اس کے حق میں صواب اور درست ہے، تو اس مقتدی کی نماز صحیح نہ ہونے کی جو علت ہے وہ اس کے نزدیک امام کے خطاء پر ہونے کا ظہور ہے۔

اور مسئلہ ہٰذا میں بھی یہی علت پائی جاتی ہے۔ [1]

---

[1] قلنا المقتدى يرى جوازها والمعتبر فى حقه رأى نفسه لا غيره، وقول أبى بكر الرازى إن اقتداء الحنفى بمن يسلم على رأس الركعتين فى الوتر يجوز ويصلى معه بقيته لأن إمامه لم يخرجه بسلامه عنده لأنه مجتهد فيه، كما لو اقتدى بإمام قد رعف يقتضى صحة الاقتداء وإن علم منه ما يزعم به فساد صلاته بعد كون الفصل مجتهدا فيه .وقيل إذا سلم الإمام على رأس الركعتين قام المقتدى فأتم منفردا، وكان شيخنا سراج الدين يعتقد قول الرازى، وأنكر مرة أن يكون فساد الصلاة بذلك مرويا عن المتقدمين حتى ذكرته بمسألة الجامع فى الذين تحروا فى الليلة المظلمة وصلى كل إلى جهة مقتدين بأحدهم، فإن جواب المسألة أن من علم منهم بحال إمامه فسدت لاعتقاد إمامه على الخطإ (فتح القدير جلد ۱ صفحه ۱ ۳۸،باب صلاة الوتر)

(قوله وهو ثلاث ركعات) فيه إشارة إلى نفى قول الإمام الشافعى -رحمه الله -أنه واحدة إلى ثلاث عشرة مثنى مثنى.

(قوله بتسليمة) أشار به إلى أنه لا يصح الاقتداء فيه بمن يفصله وبه صرح فى فتاوى قاضى خان والظهيرية.وفى البحر وهو المذهب الصحيح اهـ.

ومشى ابن وهبان فى نظمه على أن المقتدى إن لم يتابع إمامه فى السلام بعد الركعتين الأوليين وأتمه معه صح كما ذكر الرازى فى شرحه.

وقال العلامة ابن الشحنة ومبنى الخلاف على أن المعتبر رأى المقتدى أو رأى الإمام وعلى الثانى يتخرج كلام الرازى وهو قول الهندوانى وجماعة.

وفى النهاية أنه أقيس فلو رأى إمامه الشافعى مس امرأة وصلى فإن الإمام غير مصل فى زعم نفسه ولا بناء على المعدوم وعلى الأول وهو الصحيح وعليه الأكثر يتخرج كلام قاضى خان فإن الإمام ليس بمصل فى رأى المقتدى ولا بناء على المعدوم وهو الأصح ويؤيده صحة صلاة من لم يعلم بحال إمامه فى المتحرى القبلة فى ليلة مظلمة إذا صلى كل واحد إلى جهة لا من علم لاعتقاده خطأ إمامه اهـ.

وكذا أشار إلى صحة الاقتداء إذا وصله الإمام، وإن رآه سنة وهو الأظهر؛ لأن الأصح أن العبرة بنية المقتدى كما فى شرح المنظومة لابن الشحنة (حاشية الشرنبلالى على دررالحكام شرح غررالحكام ج ۱ ص ۲ ۱ ۱،كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ابنِ ملا فروخ کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ قبلہ کے مسئلہ میں امام اور مقتدی دونوں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو شخص قبلہ کی جہت کے خلاف نماز پڑھے، تو اس کی نماز فاسد ہے، برخلاف مجتہَد فیہ مسائل میں امام اور مقتدی کی اقتداء کے مسئلہ کے، کیونکہ اس مسئلہ میں مقتدی کا یہ عقیدہ نہیں کہ اس کے امام کی نماز فاسد ہے، اور امام کا عقیدہ تو بہر حال ہے ہی نہیں۔

نیز قبلہ کی طرف رخ کرنے کے مذکورہ مسئلہ میں مقتدی کے ظن کے برعکس یقینی طور پر نماز کے فساد اور اعادہ کا حکم ہے، بخلاف فروع میں مجتہَد فیہ مسئلہ کے کہ اس میں امام کا خطاء پر ہونا تیقن کے ساتھ متعین نہیں، بلکہ مجتہَد فیہ ہونے کی وجہ سے احتمالِ صواب موجود ہے۔ فافترقا۔ [1]

(۳)......علامہ کشمیری کا حوالہ

اس کے علاوہ علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے بھی فیض الباری شرح بخاری میں فروع میں مخالف امام کی اقتداء میں مطلقاً نماز کے صحیح ہونے کی طرف اپنا رجحان ظاہر کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ بات محقق ہے کہ فروع میں مخالف امام کی اقتداء مطلقاً جائز ہے، خواہ وہ مسائلِ اختلافیہ میں محتاط ہو یا نہ ہو، اور خواہ مقتدی نے اس کا مشاہدہ کیا ہو یا نہ کیا ہو، کیونکہ میں نے سلف میں سے کسی کو نہیں پایا کہ اس نے مسجد میں داخل ہو کر امام کے احوال کا تفقد کیا ہو، یا اس کے متعلق سوال کیا ہو، بلکہ وہ بغیر سوال وجواب کے اقتداء کر کے واپس لوٹ جاتے تھے۔

پھر اس کے بعد علامہ کشمیری نے ابنِ تیمیہ کے فتاویٰ کے حوالہ سے امام ابو یوسف اور ہارون الرشید کے واقعہ کو نقل کیا ہے، اور فرمایا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے ہارون الرشید کی نماز میں اقتداء کی، باوجودیکہ ان کے علم میں اپنے گمان کے مطابق ناقضِ وضو ہونا آچکا تھا۔ [2]

---

[1] (صلى جماعة عند اشتباه القبلة) فلو لم تشتبه إن أصاب جاز (بالتحرى) مع إمام (وتبين أنهم صلوا إلى جهات مختلفة، فمن تيقن) منهم (مخالفة إمامه فى الجهة) أو تقدم عليه (حالة الأداء) أما بعده فلا يضر (لم تجز صلاته) لاعتقاده خطأ إمامه ولتركه فرض المقام (ومن لم يعلم ذلك فصلاته صحيحة) كما لو لم يتعين الإمام، بأن رأى رجلين يصليان فائتم بواحد لا بعينه (الدرالمختار مع ردالمحتار، ج ۱ ص ۴۳۶، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة)

[2] واعلم أن مشايخنا رحمهم الله تعالى اختلفوا فى جواز الاقتداء عند الاختلاف فى الفروع بين الإمام والمأموم فقيل :إنه جائز إذا علم من حال الإمام أنه يحتاط فى مواضع الخلاف وألا لا .وقيل :إذا شاهد إمامه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

پھر اس کے بعد علامہ کشمیری نے فرمایا کہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب مقتدی کے نزدیک امام کا وضو نہ ہونا متیقن تھا، تو پھر ایسی صورت میں اقتداء کیسے درست ہوسکتی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سوال اس وقت عائد ہوتا ہے، جبکہ امام کسی قطعی باطل چیز کو اختیار کرے، اور یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے، جس میں اس بات کا امکان ہے کہ حق اور صواب امام کی طرف ہو، اور یہ بھی امکان ہے کہ حق اور صواب دوسری جانب ہو۔
لہٰذا آپ کو یہ حق حاصل نہیں کہ دوسرے کی نماز پر عنداللہ تعالیٰ باطل ہونے کا حکم لگائیں، البتہ اپنی کوشش کو مبذول کرکے صواب کی تحری کی جائے گی، تاکہ اجتہاد کے بقدر ثواب کو حاصل کیا جاسکے۔ [۱]
پھر اس کے بعد علامہ کشمیری نے امام یا مقتدی کی رائے کے معتبر ہونے کے مختلف اقوال ذکر کرکے فرمایا کہ میرے نزدیک امام کا زعم معتبر ہونے کا قول مختار ہے، جو کہ جصاص کا اختیار کردہ ہے (اور حنفیہ میں سے ہندوانی اور صاحبِ نہایہ اور ایک جماعت کا بھی مختار ہے، کمامر)
کیونکہ سلف کا توارث اس کو حاصل ہے، اور ان کا ایک دوسرے کی بلانکیر اقتداء کرنا منقول ہے، باوجود یکہ وہ فروع میں اختلاف رکھتے تھے، یہاں تک کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مسجدِ حرام میں امام کی حالت کے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يرتكب ناقضا من النواقض المختلفة فيها كمس المرأة، ومس الذكر، أو خروج الدم من غير السبيلين، لا يجوز اقتداؤه لمن كان يراه ناقضا، وإلا صح.

قلت :والذى تحقق عندى أنه صحيح مطلقا سواء كان الإمام محتاطا أم لا، وسواء شاهد منه تلك الأمور أم لا، فإنى لا أجد من السلف أحدا إذا دخل فى المسجد أنه تفقد أحوال الإمام أو تساء ل عنه بيد أنهم كانوا يقتدون وينصرفون إلى بيوتهم بلا سؤال ولا جواب .وفى فتاوى الحافظ ابن تيمية :أن هارون الرشيد افتصد مرة ثم قام ليصلى، وكان أبو يوسف رحمه الله تعالى موجودا هناك، فاقتدى به مع علم الناقض عنده(فيض البارى على صحيح البخارى، ج ا ،ص۴۵۷،كتاب الغسل،باب مسح اليد بالتراب ليكون أنقى)

[۱] فإن قلت :كيف الاقتداء مع تيقن الإمام على عدم الطهارة عنده؟ قلت :إنما يتوجه السؤال إذا كان الإمام على أمر باطل قطعا، وهذه المسألة مجتهد فيها، أمكن فيها أن يكون الحق إلى الإمام، وأمكن أن يكون فى جانب آخر، ولذا لا يسعك أن تحكم على صلاة الآخرين أنها باطلة عند الله تعالى، ولكن يبذل الجهد ويتحرى الصواب لينال الثواب بقدر الاجتهاد.

ولذا أقول :إن الإمام إن كان شافعيا وتكلم ناسيا، ثم مضى فى صلاته لعدم كونه ناقضا عنده، ينبغى أن يفسد صلاة المقتدى الحنفى لأن بين المسألتين فرقا، فإن مسألة التكلم قليلة الوقوع جدا بل ليست فيه إلا واقعة ذى اليدين، فإن تمت على نظر الحنفية ينهدم مراد الشافعية عن أصله، وليس فى أيديهم غيرها شىء، بخلاف مسألة النواقض، فإنها كثيرة الوقوع من الصدر الأول، وما تكون كذلك لا يمكن فيها فصل الأمر أبدا(فيض البارى على صحيح البخارى، ج ا ،ص۴۵۷، ۴۵۸، كتاب الغسل،باب مسح اليد بالتراب ليكون أنقى)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

Idara Ghufran

متعلق سوال کرنا منقول نہیں، باوجودیکہ انہوں نے متعدد حج کیے، اور وہاں کے ائمۂ کرام کی نماز میں اقتداء کی۔ [1]

اس کے بعد علامہ کشمیری نے، علامہ ابنِ ہمام اور ان کے شیخ سراج الدین کا ایک واقعہ نقل کیا ہے، جو کہ (امام کے زعم معتبر ہونے کے قول کے مطابق) جصاص کے مذہب کو اختیار کرتے تھے، اور ان کے متقدمین کی طرف سے اس مسئلہ میں فسادِ صلاۃ کے حکم کے منقول ہونے کے انکار کا ذکر کیا ہے، جس کے جواب میں علامہ ابنِ ہمام نے اندھیرے میں تحری کر کے قبلہ کی جہت متعین کر کے نماز پڑھنے والوں کی نظیر کو پیش کیا، اور ان کے شیخ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

علامہ کشمیری نے اس کے جواب میں فرمایا کہ دونوں مسئلوں میں فرق ظاہر ہے، کیونکہ قبلہ کا مسئلہ قطعی ہے، جس کا فیصلہ ظاہری طور پر محسوس کر کے کیا جاسکتا ہے، بخلاف نواقضِ وضو وغیرہ کے مسئلہ کے کہ اس میں سلف کے کثیر اختلاف کے پائے جانے کی وجہ سے اس طرح کا فیصلہ مشکل ہے، پس تحری کے مسئلہ میں جب مقتدی کے علم میں امام کا خطاء ہونا آ گیا، تو اس کی نماز کا صحیح نہ ہونا ہی مناسب ہے، برخلاف اجتہادی مسائل کے کہ جن میں دلائل اور غور وفکر ہمیشہ جاری رہا ہے، اور یہاں مقتدی امام کو قطعی خطاء کے بجائے احتمالِ صواب کے اس کی طرف ہونے کا قائل ہے۔

اس کے علاوہ تحری کے مسئلہ میں مقتدی کی نماز کے فساد کی وجہ امام کے اعتقاد کی مخالفت نہیں ہے، بلکہ ترکِ

---

[1] ثم الذين قالوا بالجواز عند الاختلاف فى الفروع افترقوا فرقتين:
فقال قائل منهم :إن العبرة لرأى الإمام، فإن تحقق ناقض على مذهبه وانتقض وضوؤه لا يجوز الاقتداء به، وإلا جاز، ولا عبرة بحال المقتدى، وإليه ذهب الجصاص، وهو الذى اختاره لتوارث السلف، واقتداء أحدهم بالآخر بلا نكير مع كونهم مختلفين فى الفروع، وإنما كانوا يمشون على تحقيقاتهم إذا صلوا فى بيوتهم، أما إذا بلغوا فى المسجد فكانوا يقتدون بلا تقدم وتأخر، ولن ينقل عن إمامنا أنه سأل عن حال الإمام فى المسجد الحرام مع أنه حج مرارا.
وقال آخرون :إن العبرة لرأى المقتدى، والقول الثالث فيه لنوح أفندى وهو فاضل ذكى متيقظ بعد الشيخ ابن الهمام، وله حاشية مبسوطة على الدر المختار، أودع فيها مباحث لطيفة، ويعلم منها أنه رجل محقق، واختار أن الاقتداء إنما يصح عند تلاقى الرأيين :أى المقتدى والإمام .وإلا لا، وهذا القول من جانبه وليس عن السلف .وهناك صورة أخرى وهى أن الإمام صلى وكان على غير وضوء على رأيه وعلى وضوء على رأى المقتدى، مثلا :كان شافعيا فمس امرأة ثم أم الناس، فهذا على وضوء عند الحنفية، ومحدث على مذهبه، فيجرى فيه الاختلاف المذكور أيضا(فيض البارى على صحيح البخارى، ج ۱، ص ۴۵۸، كتاب الغسل، باب مسح اليد بالتراب ليكون أنقى)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

متابعت ہے، جوکہ واجبات میں سے ہے۔

اورعلامہ کشمیری نے فرمایا کہ مولانا شیخ الہند رحمہ اللہ بھی جصاص کے مذہب کو اختیار کرتے تھے۔ [1]

اس کے علاوہ علامہ کشمیری نے ترمذی کی شرح ''العرف الشذی'' میں فرمایا کہ مذاہبِ اربعہ میں سے مخالف امام کی اقتداء میں مطلقاً بغیر کراہت کے نماز جائز ہے، یہی راجح ہے۔

اورابنِ ہمام نے اپنے شیخ سراج الدین سے نقل کیا ہے کہ مخالف کی اقتداء کا عدمِ جواز متقدمین سے منقول نہیں ہے، اوریہی بات شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنے فتاویٰ میں نقل کی ہے۔

اورابنِ ہمام نے اس پر ''جامع صغیر'' میں مذکور قبلہ کی تحری والے مسئلہ کو لے کر اعتراض کیا ہے، حالانکہ ''جامع صغیر'' میں مذکور مسئلہ کا مبنیٰ وہ نہیں ہے، جو علامہ ابنِ ہمام نے گمان کیا ہے، کیونکہ وہ تو نماز کے اندر متابعت کی مخالفت ہے۔

پھراس کے بعد علامہ کشمیری نے فرمایا کہ سلف کا اقتداء کے جواز کے مسئلہ پر بغیر کسی اختلاف اور بغیر کسی قید کے اجماع رہا ہے، کیونکہ وہ فروع میں ایک دوسرے کے مخالف تھے، اوران میں سے ہر ایک دوسرے کی بلانکیر اور بغیر اس سوال کے اقتداء کیا کرتا تھا کہ امام نے فروع میں اس کی موافقت کی ہے یا نہیں۔

---

[1] قال الشيخ ابن الهمام :إن شيخه سراج الدين تلميذ صاحب الهداية كان يختار مذهب الجصاص، وأنكر مرة أن يكون فساد الصلاة فيه مرويا عن المتقدمين، وإنما أوجده المتأخرون، فذكرته بمسألة الجامع الصغير فى الجماعة الذين تحروا فى الليلة المظلمة، وصلى كل إلى جهة، مقتدين بإمامهم، أن صلاة من علم إمامه على خطأ فاسدة، لاعتقاده إمامه على خطأ، فإنها تدل على أن الاعتبار لرأى المقتدى عند السلف أيضا، وليس إيجادا من المتأخرين فقط، فلم يجبه شيخه.

قلت :الفرق ظاهر ونظير الشيخ ابن الهمام رحمه الله تعالى، وكذا سكوت شيخه فى غير محله، فإن معاملة القبلة قطعية يمكن فصلها بالرجوع إلى الحس بخلاف النواقض، فإنه لا سبيل فيها إلى الفصل بعد اختلاف السلف فيها اختلافا كثيرا، فلو علم المقتدى إمامه على خطأ فى مسألة التحرى ينبغى أن لا تصح صلاته، بخلاف الاجتهاديات التى لا تزال الأنظار تدور فيها إلى الأبد، ووجه الفساد فى المسألة المذكورة ليس ما فهمه الشيخ من مخالفة اعتقاده لإمامه، بل هو ترك المتابعة له، وهى من الواجبات.

وكان مولانا شيخ الهند رحمه الله تعالى يذهب إلى مذهب الجصاص ويستعين بمسألة قضاء القاضى فى العقود والفسوخ، فإنه ينفذ ظاهرا أو باطنا مع شرائطها المذكورة فى الفقه .وقد سبق منى فى المقدمة أن أهل قباء ، إنما عملوا بخبر الواحد وتركوا قبلتهم الثابتة بالقاطع لهذا المعنى، لأنه كان عندهم طريق التحقيق والتثبيت، وفى مثله يجوز أن يكون الخبر ناسخا للقاطع(فيض البارى على صحيح البخارى، ج ۱ ،ص ۴۵۸، ۴۵۹،كتاب الغسل،باب مسح اليد بالتراب ليكون أنقى)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور اربابِ فتاویٰ کی ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ اختلافی مسائل میں اعتبار امام کے زعم کا ہے، اور کہا گیا ہے کہ مقتدی کے زعم کا ہے، اور تحقیقی بات وہی ہے جو میں نے ابھی تحریر کی، اور یہ مذہب سے خروج نہیں ہے، بلکہ یہی مذہب ہے۔ [1]

(۴)......علامہ عبدالحئی لکھنوی کا حوالہ

اور علامہ عبدالحئی لکھنوی رحمہ اللہ نے بھی ''ہدایہ'' کے حاشیہ میں مطلقاً جواز کے قول کی طرف اپنا رجحان ظاہر فرمایا ہے۔

چنانچہ انہوں نے بعض افاضل سے اس سلسلہ میں چھ اقوال ذکر کیے ہیں، جن میں مطلقاً جواز کے قول کا محققین کے نزدیک حق ہونا مذکور ہے، کیونکہ فروع میں مخالفت کی صورت میں امام کی نماز میں صواب کا احتمال موجود ہوتا ہے، اور مقتدی کے گمان کے مطابق ہر مسئلہ میں صواب کا ہونا، جس میں خطاء کا احتمال نہ ہو، اور دوسرے کے مذہب میں خطاء کا ہونا، جس میں صواب کا احتمال نہ ہو، یہ طے نہیں، اس لئے کہ حق مذاہبِ مختلفہ کے درمیان دائر ہے، اور ایسی صورت میں بطلان کا حکم نہیں لگایا جاسکتا، اور جہاں تک اکثر اصحابِ احناف کی طرف سے امام کے لئے مواضعِ خلاف میں رعایت کی شرط لگانے کا تعلق ہے، تو یہ راجح نہیں، کیونکہ امام کے لئے ایسا کرنا مستحب ہے، واجب نہیں، لہٰذا اگر امام اس کی رعایت نہ کرے، تو اس میں کوئی قادِح نہیں، پس بنظرِ انصاف (فروع میں مخالف امام کی مطلقاً اقتداء میں) جوازِ اقتداء کے لئے

---

[1] مسألة:أقول :یجوز الاقتداء خلف المخالف من المذاهب الأربعة مطلقا بدون کراهة وهو الظاهر، ونقل ابن الهمام عن شیخه الشیخ سراج الدین قارء الهدایة، أن عدم جواز الاقتداء خلف المخالف لیس بمروی عن المتقدمین، وکذا ذکره الشاه عبد العزیز فی فتاواه، واعترض ابن الهمام بما فی الجامع الصغیر فی مسألة تحری القبلة، أقول :إن مبنی ما فی الجامع الصغیر لیس علی ما زعم الشیخ ابن الهمام، فإنه خلاف المتابعة فی داخل الصلاة، وأما الفتاوی ففی بعضها صحة الصلاة، وإن لم یتحرز الإمام عن الخلافیات، وفی بعضها صحة الصلاة بشرط أن یتجنب الخلافیات، وفی بعض کتب المذهبین عدم جواز الاقتداء بمشاهدة ما یری المقتدی من نواقض الوضوء فی الإمام، مثل أن یری المقتدی الشافعی مس المرأة والذکر من الإمام الحنفی، وتصح الصلاة لو لم یشاهدها، ولا یکلف بالسؤال عن الإمام، أقول :قد اجتمع السلف عملا علی مسألة جواز الاقتداء بلا خلاف وتقیید فإنهم کانوا مختلفین فی الفروع وکانوا یقتدون خلف کل منهم بلا نکیر، وسؤال من أنک توافقنی فی الفروع أم لا؟ ثم قالت جماعة من أرباب الفتیا :إن العبرة فی الخلافیات لرأی الإمام، وقیل :لرأی المقتدی، والمتحقق ما حررت آنفا، ولیس خروجا عن المذهب بل هو المذهب(العرف الشذی شرح سنن الترمذی للکشمیری، ج ۱ ص ۲۴۴، ۲۴۵، ابواب الصلاة، باب ما جاء فی من أحق بالإمامة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کوئی چیز مانع نہیں۔ ۱؎

(۵)......بعض دیگر اہلِ علم کا حوالہ

اس کے علاوہ موجودہ دور کے بعض دیگر اہلِ علم حضرات نے بھی فروع میں مخالف امام کی اقتداء اور بالخصوص نمازِ وتر میں وتر کی دوسری رکعت پر سلام پھیرنے والے امام کی اقتداء کو جائز قرار دیا ہے۔ ۲؎

۱؎ وقد ذكر بعض الافاضل فى رسالته "الائتمام بمقلد كل امام" فى هذه المسئلة ستة اقوال ، منهاؔ الحكم بعدم جواز الاقتداء بالمخالف ، ومنهاؔ الجواز، ومنهاؔ الجواز اذا راعى الامام مواضع الخلاف ، ومنهاؔالجواز اذا علم المقتدى منه مراعاة مواضع الخلاف فان شك لم يخبر، ومنهاؔالجواز مطلقا، وهو الحق عند المحققين ، كيف لا ، والمخالفة لايخلوا اما ان يكون نحكم باصابته او بخطائه او باحتمال خطائه ، وصوابه، فالاول والثانى باطلان لما تقرر فى مقره انا لانقطع باصابة مجتهدا وبخطائه بل نقول كل مجتهد يحتمل ان يكون مصيبا وان يكون مخطيا ، والحق دائر بين المذاهب المختلفة ، فتعين الشق الثالث، واذاكان هذا بكذا فلا وجه للحكم بعدم جواز الاقتداء بهم فان مذهبهم كمذهبنا فى كونه محتملا للخطاء والصواب وما يدرينا ان مذهبنا فى كل امر صواب لايحتمل الخطاء ومذهب غيرهم خطاء لايحتمل الصواب، واما اشتراط مراعاة مواضع الخلاف كمااختارهٗ اكثر اصحابنا فغيرموجه اذمراعاة ذالک مستحب ليس بواجب عندأحدفلولم يراع وفعل مافعل على طبق مذهبه لم يقدحه فى ذلک قادح فأى مانع فى جوازالاقتداء به فافهم هذابنظرالانصاف(حاشية الهداية، جلد ۱ صفحه ۱۴۵ ، باب صلاة الوتر)

۲؎ چنانچہ اسلامک فقہ اکیڈمی، انڈیا نے اس سلسلہ میں درجِ ذیل قرارداد منظور کی:

بلادِ عرب میں عموماً وتر کی تین رکعتیں دو سلام سے ادا کی جاتی ہیں، احناف کے لئے بھی ایسے امام کی اقتداء میں نمازِ وتر ادا کرنے کی گنجائش ہے، اگر امام وتر کی تین رکعتیں دو سلام سے ادا کرے، تو حنفی مقتدی دو رکعت کے بعد سلام نہ پھیرے، اور امام کے ساتھ تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے (حج وعمرہ کے مسائل، دسواں فقہی سیمنار، ممبئی، بتاریخ ۲۱ تا ۲۴ جمادی الثانی ۱۴۱۷ھ، بمطابق 24 تا 27 اکتوبر 2001ء)

اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب لکھتے ہیں کہ:

اگر اختلاف ایسے مسائل میں ہو کہ امام کی رائے پر نماز درست ہو جاتی ہو، اور مقتدی کے مسلک پر نماز درست نہ ہوتی ہو، اور امام اپنے مسلک پر عمل کرے، تو اس صورت میں بعض فقہاء کے نزدیک مقتدی کے لئے اس کی اقتداء درست نہیں، لیکن امام ابوبکر جصاص رازی (جو بہت مشہور اور مستند حنفی فقیہ ہیں) کا قول ہے کہ نماز درست ہو جائے گی، اور اسی قول کو محقق علماء نے قبول کیا ہے، لہٰذا صحیح یہی ہے کہ اس صورت میں بھی نماز ادا کرتا رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقتِ ضرورت مسلمانوں کی اجتماعیت کو برقرار رکھنے کے لئے فاسق کے پیچھے بھی نماز ادا کرنے کی اجازت دی ہے، تو فروعی اختلاف تو بہرحال اس کے مقابلہ میں کمتر ہے، کیونکہ یہ اختلاف عہدِ صحابہ سے موجود ہے (کتاب الفتاویٰ، ج ۲ ص ۳۳۰، ۳۳۱ "نماز سے متعلق سوالات" مطبوعہ: زمزم پبلشرز، کراچی، تاریخِ طباعت: دسمبر 2007ء)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

علامہ ابنِ تیمیہ اور مذکورہ دیگر حضرات نے جو صحابہ و تابعین اور ائمہ اربعہ کے ایک دوسرے کے پیچھے بلانکیر نماز پڑھنے اور امام کے احوال کا تجسس اور اس کے متعلق سوال نہ کرنے کی دلیل ذکر فرمائی ہے، وہ اگرچہ مطلق ہے، یعنی اس میں یہ قید نہیں کہ مقتدی کو امام کی طرف سے مفسدِ صلاۃ وغیرہ فعل پائے جانے کا علم ہے یا نہیں، لیکن بندہ کو اب غور کرنے سے راجح یہ معلوم ہوا کہ جب صحابہ و تابعین اور سلف کے زمانہ میں بلانکیر فروع میں مخالف امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا رواج تھا، تو یہ اس صورت کو بھی شامل ہوگا، جس میں امام کی طرف سے کسی مجتہَد فیہ مفسدِ صلاۃ فعل کا مقتدی کو علم ہو جائے، کیونکہ اگر اس صورت کا حکم جدا ہوتا، تو اس کا استثناء یا بعض صورتوں میں نکیر یا اعراض من الجماعۃ، یا پھر اعادۂ صلاۃ کا ذکر ہوتا، و اذ لا فلا۔

علاوہ ازیں نماز کے بعض افعالِ ظاہرہ ایسے بھی ہیں کہ جن پر مقتدی مطلع ہو جاتا ہے، جس کی علامہ ابنِ تیمیہ وغیرہ نے کئی مثالیں ذکر فرمائی ہیں، مگر اس طرح کے مواقع پر بھی اقتداء کے جواز اور نکیر نہ کرنے کا ثبوت ملتا ہے، جو ہمارے مقصود کی مؤید ہیں۔

اور صحابہ و تابعین اور سلف کے فروع میں مخالف کی اقتداء کرنے کے واقعات میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ ایک فعل کی حکایت ہے، جس کو عموم نہیں ہوتا (جیسا کہ بندہ کی طرف سے پہلے کہا گیا تھا) لیکن جب جلیلُ القدر ائمۂ متبوعین سے جواز کی صراحت مل گئی، تو اس کے عموم نہ ہونے کا احتمال کمزور ہو گیا۔

اور علامہ ابنِ تیمیہ نے عدمِ جواز کے قول کو جو بعض اصحابِ حنفیہ کی طرف منسوب کیا ہے، اس سے بظاہر مشائخِ حنفیہ مراد ہیں، کیونکہ امام ابوحنیفہ کے شاگرد، امام ابو یوسف وغیرہ سے مذکورہ صورت کے عدمِ جواز کی صراحت منقول نہیں، بلکہ ان سے ہارون الرشید کی اقتداء وغیرہ میں جواز منقول ہے۔

جہاں تک امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے واقعہ کے بارے میں اس احتمال کا تعلق ہے کہ انہوں نے بعد میں اعادہ کر لیا ہو اور وہ اعادہ کسی مصلحت سے خفیہ کیا ہو، یا امام ابو یوسف رحمہ اللہ کو امام کی حالت کا علم نہ ہو۔

تو غور کرنے سے اس میں زیادہ قوت نظر نہیں آتی، کیونکہ ہارون الرشید نے امام مالک کے فتوے کے مطابق حجامہ کے بعد وضو نہ کیا، اور اس کے باوجود امام ابو یوسف نے ان کی اقتداء میں نماز پڑھی، اور اعادہ کا ثبوت نہ ہونے کی صورت میں عدمِ اعادہ کا ہونا ہی زیادہ راجح معلوم ہوتا ہے، بالخصوص جبکہ دیگر جلیلُ القدر ائمہ سے بھی عدمِ اعادہ کی صراحت منقول ہو۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ سلف کے ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنے کے جواز کی وجہ یہ تھی کہ وہ مجتہد تھے، اور

Idara Ghufran

مجتہد کوایک روایت کے مطابق دوسرے مجتہد کی تقلید جائز ہے،تو غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اس سے مقلد کے لئے بدرجۂ اولیٰ مجتہد کی تقلید کا جواز ثابت ہوتا ہے، کیونکہ مقلد کو مجتہد کی تقلید کرنا ہی متعین ہے۔ [1]

اور علامہ ابنِ تیمیہ وغیرہ کا یہ فرمانا کہ مقتدی امام کے لیے اس فعل کو جائز سمجھتا ہے اور اس کی نماز کو صحیح سمجھتا ہے اور زیادہ سے زیادہ خطاء سمجھتا ہے،لہٰذا اس کی وجہ سے مقتدی کی نماز فاسد نہ ہوگی،تو غور کرنے سے اس بات میں وزن محسوس ہوتا ہے، کیونکہ مجتہَد فیہ اور غیر مجتہَد فیہ مسئلہ کے جواز وعدمِ جواز میں فرق ضرور پایا جاتا ہے۔

اور جب مذکورہ حضرات کے قول پر عمل کرتے ہوئے دو رکعت پر سلام پھیرنے والے امام کی اقتداء میں نمازِ وتر کو جائز قرار دیئے جانے کی گنجائش دی جائے گی،تو بظاہر یہ گنجائش اس صورت کو تو شامل ہے ہی، جس میں مقتدی دوسری رکعت میں سلام پھیرنے میں امام کی اتباع نہ کرے، بلکہ سلام پھیرے بغیر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے،لیکن اگر وہ امام کی اتباع میں دوسری رکعت پر سلام پھیر دے،تو بندہ کے نزدیک جواز اس صورت کو بھی شامل ہونا چاہئے ، کیونکہ جن لوگوں کو اس طرح کے مجتہَد فیہ مسائل کا علم نہیں،وہ کثرت سے امام کی اتباع میں سلام پھیر لیتے ہیں،اوران کی نماز کے اعادہ کا حکم لگانے میں بھی کئی قسم کی دشواریاں ہیں۔

پھر جواز کے اس قول کے مطابق عمل کرنے کی صورت میں حرمین شریفین کی نمازِ وتر سے علٰیحدہ ہونے پر فتنہ اور اعراض عن الجماعۃ لازم آنے کی بحث بھی ختم ہو جائے گی، کیونکہ وہ اس قول پر مبنی ہے،جس کی رو سے نماز کو فاسد قرار دیا جائے۔

اسی طرح اس قول کے مطابق مقتدی کی نماز کے درست ہونے کے لئے حکمِ حاکم کے رافعِ اختلاف ہونے کی دلیل کی بھی ضرورت نہ ہوگی، اگرچہ بعض حضرات نے اس مسئلہ کی نظیر وتائید میں حکمِ حاکم کے رافعِ اختلاف ہونے کا بھی ذکر کیا ہے۔

---

[1] ان المجتهدله ان يقلدآخروفيه عن ابى حنيفة روايتان ويؤيدالجواز مسئلة ابى يوسف لماصلى الجمعة فأخبروه بوجودفارة فى حوض الحمام فقال نقلداهل المدينة وعن محمديقلداعلم منه اوعلى انه وافق اجتهادهم فيهااجتهاده وحيث نقل مثل هذاعن بعض الائمة الشافعية كالقفال والشيخ ابى على والقاضى حسين انهم كانوايقولون لسنامقلدين للشافعى بل وافق رأينارأيه يقال مثله فى اصحاب ابى حنيفة مثل ابى يوسف ومحمدبالاولى وقدخالفوه فى كثير من الفروع ومع هذالم تخرج اقوالهم عن المذهب كمامرتقريره(شرح عقودرسم المفتى صفحه ۲۴،مطبوعة:قديمى كتب خانه ،كراچى)

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ایک قول کے مطابق نماز درست نہیں ہوتی، اور دوسرے قول کے مطابق نماز درست ہوجاتی ہے، تو یہ جائز وناجائز کا ٹکراؤ ہوا، جس میں ناجائز کو ترجیح ہوا کرتی ہے، لہٰذا عدمِ جواز کے قول کو ترجیح حاصل ہونی چاہئے۔

تو اس میں غور کرنے سے راجح یہ معلوم ہوا کہ مجتہَد فیہ مسائل میں جب دلیل سے کسی مجتہد یا اس کے مقلد کے نزدیک جواز کے قول کو ترجیح حاصل ہوجائے، تو پھر عدمِ جواز کا قول اس پر حجت اور اس کے نزدیک راجح نہیں ہوا کرتا۔

اور ہماری طرف سے پہلے جو جواز کے قول پر بعض مفاسد لازم آنے کا ذکر کیا گیا تھا، تو غور کرنے سے اب مجتہَد فیہ مسائل میں ان مفاسد کے لازم آنے کی طرف رجحان نہیں رہا، جہاں تک غیر مجتہَد فیہ مسائل میں اختلاف کا معاملہ ہے، تو اس کا معاملہ جدا ہے، جو اس وقت ہمارے زیرِ بحث نہیں۔

البتہ اس میں شک نہیں کہ فقہ حنبلی کے مطابق وتر کی نماز جس طرح دوسلاموں کے ساتھ پڑھنا جائز ہے ،اسی طرح ایک سلام کے ساتھ پڑھنا بھی جائز ہے اور ایک سلام کے ساتھ پڑھانے کا عمل احوط ہونے کے ساتھ ساتھ احناف کے مسلک کے بھی قریب ہے؛ لہٰذا جبکہ رمضان المبارک میں دنیا بھر سے لاکھوں زائرین حرمین شریفین میں عبادت وزیارت کے لیے تشریف لاتے ہیں ،اور حرمین شریفین کی نمازوں کی فضیلت کی خاطر جماعت میں شمولیت کے خواہش مند ہوتے ہیں؛ ائمۂ حرمین کو حنفی مسلک کی شرائطِ صحت اور اپنے مسلک کے جوازی پہلو کی رعایت کرتے ہوئے صرف رمضان کے ایک مہینے میں ایک سلام کے ساتھ وتر کی تین رکعات پڑھانے کے طریقہ کی تجویز دینا زیادہ موزوں ہے، جس کی اہلِ علم حضرات کو کوشش کرنی چاہئے، تاکہ اس بحث کا سدِ باب ہوجائے، اور وتر کی نماز ہر فریق کے نزدیک درست اور صحیح ہوجائے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگر مجتہَد فیہ مسئلہ میں امام کسی ایسے فعل کا ارتکاب کرے، جو مقتدی کے گمان کے مطابق نماز کے فاسد ہونے کا سبب ہو، مگر امام کے گمان میں وہ نماز کے فاسد ہونے کا سبب نہ ہو، تو ایسی صورت میں بہت سے مشائخِ حنفیہ کے نزدیک مقتدی کی نماز کا درست نہ ہونا راجح ہے، اور اسی کے مطابق بہت سے مشائخِ حنفیہ کا فتویٰ وعمل رہا ہے۔

لیکن بہت سے فقہائے کرام اور بعض مشائخِ حنفیہ کے نزدیک اس صورت میں امام کے ساتھ ساتھ مقتدی

Idara Ghufran

کی نماز بھی درست ہوجاتی ہے، اوراس قول کے دلائل بھی اپنی جگہ وزنی ہیں، جن کے مطابق کوئی فتویٰ دے یا عمل کرے، تو بھی نماز درست ہوجاتی ہے، اوراعادہ کی ضرورت نہیں ہوتی، اوراس حکم میں وتر کی نماز بھی داخل ہے، جس کی تفصیل پہلے ذکر کی جاچکی ہے۔فقط

وَاللہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان ۹/صفر المظفر/۱۴۳۶ھ 2/دسمبر/2014ء بروز منگل

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام

اضافہ واصلاح شدہ چوتھا جدید ایڈیشن

ماہِ رجب کے فضائل واحکام

قرآن، حدیث، فقہ، تاریخ اور تعلیماتِ اکابر کی روشنی میں اسلامی وقمری سال کے ساتویں مہینے ”رجب“ کے فضائل ومسائل، احکامات وہدایات، بدعات ومنکرات، ماہِ رجب سے متعلق تاریخی حالات ودلچسپ واقعات۔

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

اضافہ واصلاح شدہ دوسرا ایڈیشن

ڈاڑھی کا شرعی حکم

ڈاڑھی اور مونچھوں کے موضوع پر مفصَّل ومدلَّل بحث

ڈاڑھی کی شرعی وفطری حیثیت، اسلام میں ڈاڑھی کا مقام ومرتبہ، ڈاڑھی کی شرعی مقدار کا ثبوت، اور اس مقدار کے اعتدال، اور فقہ اور طب وحکمت کے اصولوں پر مبنی ہونے کی بحث، ڈاڑھی مونڈنے یا شرعی مقدار سے کم کرنے میں پائے جانے والے گناہ، اوراس سلسلہ میں پائے جانے والے مختلف شبہات واعتراضات کا جائزہ، اورڈاڑھی ومونچھوں کے بارے میں اہم مسائل وروایات کی تحقیق

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کیا آپ جانتے ہیں؟

مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

قبر پر ہاتھ اُٹھا کر دُعاء کرنے کا حکم (پانچویں وآخری قسط)

آج کل بہت سے عوام اور اہلِ علم میں زیارتِ قبور کے وقت یعنی قبرستان جا کر یا قبر کے قریب کھڑے ہو کر دعاء کرتے وقت ہاتھ اٹھانے نہ اٹھانے اور ہاتھ اٹھانے کی صورت میں اپنا رُخ قبلہ کی طرف کیا جائے یا قبر کی طرف کیا جائے؟ ان مختلف پہلوؤں سے یہ مسئلہ زیرِ بحث رہتا ہے، بعض اہلِ علم حضرات کی خواہش پر اس کی تحقیق کی گئی، جو ذیل میں قسط وار نقل کی جارہی ہے۔

قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء سے متعلق بعض اردو فتاویٰ

چونکہ بعض لوگ واقعی خود صاحبِ قبر سے دعاء کرتے ہیں، اس لئے اس کے شبہ ومشابہت سے بچنے کے لئے (بالخصوص جبکہ کسی بزرگ یا ولی کی قبر ہو) بعض اہلِ علم حضرات کے نزدیک ہاتھ اٹھائے بغیر دعاء کرنا یا دعاء کے وقت قبر کی طرف اپنے چہرہ کا رُخ کرنے کے بجائے قبلہ کی طرف رُخ کرلینا زیادہ مناسب ہے۔

اب اس سلسلہ میں چند اردو فتاویٰ سے عبارات نقل کی جاتی ہیں۔

امدادُ الفتاویٰ میں ہے کہ:

سوال: قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنا درست ہے یا نہ؟

الجواب: فی ردالمحتار: آداب زیارۃ القبور، ثم یدعوا قائما طویلا۔

اس سے دعاء کا جائز ہونا ثابت ہوا، اور ہاتھ اٹھانا مطلقاً آدابِ دعاء سے ہے، پس یہ بھی درست ہوا (امداد الفتاویٰ، ج۱ص۵۰۰، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، مطبوعہ: مکتبہ دارالعلوم کراچی)

اس فتوے میں قبر یا قبلہ کی طرف رُخ کرنے کی کوئی قید نہیں، بلکہ مطلق اور عام ہے۔

اور احسنُ الفتاویٰ میں ہے کہ:

سوال: میت کو ثواب پہنچانے کے لئے قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا درست ہے یا نہیں؟

Idara Ghufran

الجواب: جائز ہے، کماورد فی حدیث مسلم، البتہ بزرگوں کے مزار پر ہاتھ نہ اٹھائے، تاکہ اہلِ قبر سے مانگنے کا ایہام نہ ہو (احسن الفتاویٰ، ج۴ص۲۲۵، باب الجنائز، مطبوعہ: ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، طبع ششم ۱۴۱۴ھ)

معلوم ہوا کہ قبور پر دعاء کے لئے ہاتھ اٹھانا جائز ہے، البتہ بزرگوں کے مزار پر اہلِ قبر سے مانگنے کے شبہ یا مشابہت سے بچنے کے لئے بعض علماء کی رائے ہاتھ نہ اٹھانے کی ہے۔

اور کفایت المفتی میں ہے کہ:

مزار پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا مباح ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ یا تو مزار کی طرف منہ کر کے بغیر ہاتھ اٹھائے فاتحہ پڑھے، یا قبلہ رخ کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھ لے (کفایت المفتی، جلد چہارم، صفحہ۱۹۴، ۱۹۵، کتاب الجنائز، مطبوعہ: دارالاشاعت، کراچی، طباعت: جولائی 2001ء)

اس سے معلوم ہوا کہ بعض اہلِ علم دعاء میں ہاتھ اٹھانے کو مباح قرار دینے کے ساتھ ہاتھ نہ اٹھانے یا قبلہ کی طرف رُخ کر کے ہاتھ اٹھا کر دعاء کو بہتر (نہ کہ ضروری) قرار دیتے ہیں۔

اور فتاویٰ حقانیہ میں ہے کہ:

قبرستان میں کھڑے ہو کر اہلِ قبور کے لئے دعاء کرنا شرعاً ثابت ہے، اور پھر دعاء میں ہاتھ اٹھانا تو آدابِ دعاء میں سے ہے، لہٰذا قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنا جائز ہے، بدعت کہنا درست نہیں (فتاویٰ حقانیہ، ج۳ص۴۶۱، کتاب الجنائز، مسائل شتیٰ، مطبوعہ: جامعہ دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، طبع باراول ۱۴۲۲ھ)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا بدعت نہیں ہے۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر اصحابِ قبور کی مغفرت وغیرہ کی دعاء واستغفار کرنا فی نفسہٖ جائز ہے، اور عام حالات میں بہت سے فقہائے کرام کے نزدیک افضل یہ ہے کہ دعاء کے وقت اپنے چہرہ کا رُخ قبلہ کی طرف کرلیا جائے، خواہ اس طرف اتفاق سے کوئی قبر واقع ہو، یا جس کے لئے دعاء کی جارہی ہے، اسی کی قبر واقع ہو، یا نہ ہو۔

اور کئی فقہائے کرام کے نزدیک قبلہ کے بجائے اپنے چہرہ کا رُخ قبر کی طرف کر کے دعاء کرنا بھی نہ صرف یہ کہ جائز ہے، بلکہ مستحب ہے۔

Idara Ghufran

اور بعض حضرات اصحابِ قبور سے مانگنے کے شبہ یا ایسا کرنے والوں کی مشابہت سے بچنے کے لئے بالکل ہاتھ نہ اٹھانے کو بہتر وافضل قرار دیتے ہیں۔ [۱]

اس تفصیل سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ ان حضرات کے درمیان یہ اختلاف فی نفسہٖ جواز وعدمِ جواز کا نہیں، بلکہ افضل اور غیر افضل اور سنتِ مستحبہ وغیر مستحبہ کا ہے، پس اگر کوئی شخص ان میں سے ایک قول پر عمل کرے، اور دوسرا شخص دوسرے قول پر عمل کرے، تو ان کے لئے گنجائش پائی جاتی ہے، اور کسی کو دوسرے پر نکیر کرنے کا حق نہیں ہے، جب تک کہ کوئی دوسری خرابی اور منکر شامل نہ ہو۔

ایک شبہ کا ازالہ

ملحوظ رہے کہ موجودہ دور کے بعض حضرات فی نفسہٖ قبلہ کی طرف رُخ کیے بغیر قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا شدت کے ساتھ انکار کرتے ہیں، خواہ وہ دعاء میت کے لئے استغفار کی شکل میں کیوں نہ ہو، اور عقیدہ بھی درست ہو، اور کوئی خرابی بھی لازم نہ آتی ہو، اور وہ اس سلسلہ میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے، اور دعاء نماز بلکہ عبادت کا مغز ہے، لہٰذا قبر کی طرف رُخ کر کے دعاء کرنا بھی بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوگا۔

لیکن غور کرنے سے معلوم ہوا کہ نماز کا درجہ اس دعاء سے مختلف ہے، کیونکہ نماز میں رکوع اور سجدہ کرنا پایا جاتا ہے، اور اس کی دیگر ہیئات بھی تعبّدی ہیں، جبکہ دعاء اگرچہ عبادت ہے، لیکن ہاتھ اٹھا کر دعاء کرتے وقت کسی طرف اپنے چہرہ کا رُخ کرنا اس درجہ کی تعبّدی چیز نہیں، کیونکہ دعاء ذکر کی ایک قسم ہے، اور قرآن

---

[۱] اور اس قسم کے امور میں جب فاعل کی طرف سے مشابہت کا قصد نہ ہو، تو اس میں گناہ نہیں ہوتا، البتہ اجتناب افضل ہوتا ہے، فقہائے کرام نے ایسے افعال میں تشبہ کے متعلق ''لابأس بہ'' فرمایا ہے کہ جن میں تشبہ کا قصد نہ ہو، اور یہاں دعاء میں ہاتھ اٹھاتے وقت قبر کی طرف اپنے چہرہ کا رُخ کرنے میں ابتداءً تشبہ ہے ہی نہیں۔

والتشبه في غير المذموم وفيما لم يقصد به التشبه لا بأس به (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۲، ص ۷، مادة ''تشبه'')

التشبه بهم لا يكره في كل شيء، بل في المذموم وفيما يقصد به التشبه، كما في البحر (الدر المختار مع رد المحتار، ج ۱، ص ۶۲۴، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها)

وإنما الحرام التشبه بهم فيما كان مذموما وما يقصد به التشبه قاله قاضيخان في شرح الجامع الصغير فعلى هذا لو لم يقصد التشبه لم يكره عندهما كما في البحر (حاشية الطحطاوى، على مراقى الفلاح، ج ۱، ص ۳۳۶، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة)

الحرام هو التشبه فيما كان مذموما وفيما يقصد به التشبيه كذا ذكره قاضي خان في شرح الجامع الصغير فعلى هذا لو لم يقصد التشبه لا يكره عندهما (البحر الرائق، ج ۲، ص ۱۱، كتاب الصلاة)

Idara Ghufran

مجید میں کھڑے، بیٹھے اور مختلف پہلوؤں کی حالت میں ذکر کرنے کا حکم آیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف مقامات ومواقع پر مسنون دعائیں ثابت ہیں، جن پر امت کو عمل کرنا بھی باعثِ برکت ہے، اور ان تمام مقامات ومواقع پر نہ تو قبلہ کی طرف اپنے چہرہ کا رُخ ہوا کرتا، اور نہ قبلہ کی طرف رُخ کرنے کی ضرورت سمجھی جاتی، جبکہ نماز پڑھنے میں اس طرح کی گنجائش اور توسع نہیں پایا جاتا۔

اسی طرح مجامع اور حلقوں میں ہاتھ اٹھا کر کی جانے والی دعاؤں اور دیگر مختلف مواقع کی دعاؤں میں حسبِ سہولت بلاتکلف جس طرح سے کوئی کھڑا یا بیٹھا ہو، رُخ کر کے دعاء کرنے کا بلانکیر معمول علماء وصلحاء اور عوام میں جاری ہے، یہاں تک کہ کوئی سائل و بھکاری بھی دوسرے سے سوال کرنے اور بھیک مانگنے آئے، اور وہ دوسرے کی طرف اپنے چہرہ کا رُخ کر کے ہاتھ اٹھائے، اس کے متعلق بھی یہ گمان نہیں کیا جاتا کہ وہ اس دوسرے شخص سے دعاء کر رہا ہے، بلکہ اس کے برعکس یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ دوسرے کے لئے اللہ سے دعاء کر رہا ہے، جبکہ نماز پڑھنے میں اس طرح قبلہ کے بجائے کسی اور طرف اپنے چہرہ کا رُخ کرنے کا نہ تو معمول ہے، اور نہ اس کو گوارا کیا جاسکتا ہے۔ [1]

اس کے علاوہ ہاتھ اٹھا کر دعاء کے بارے میں اصولی بات یہ ہے کہ اس کا قبلہ آسمان ہوتا ہے، کیونکہ احادیث میں اللہ سے اپنے ہاتھوں کے اندرونی حصے سے دعاء مانگنے کا حکم ہے، جن کا رُخ آسمان کی طرف ہوتا ہے۔ [2]

---

[1] وفیہ دلالة علی أن المستحب فی حال السلام علی المیت أن یکون وجهه لوجه المیت، وأن یستمر کذلک فی الدعاء أیضا، وعلیه عمل عامة المسلمین خلافا لما قاله ابن حجر :من أن السنة عندنا أنه حالة الدعاء یستقبل القبلة، کما علم من أحادیث أخر فی مطلق الدعاء ، اهـ وفیه أن کثیرا من مواضع الدعاء وقع استقباله -صلی الله علیه وسلم -لغیر القبلة منها ما نحن فیه، ومنها حالة الطواف والسعی، ودخول المسجد، وخروجه، وحال الأکل والشرب، وعیادة المریض، وأمثال ذلک، فیتعین أن یقتصر الاستقبال وعدمه علی المورد إن وجد وإلا فخیر المجالس ما استقبل القبلة کما ورد به الخبر(مرقاة المفاتیح، ج۴ص۲۵۷، کتاب الجنائز، باب زیارة القبور)

[2] عن سلمان، قال :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :إن ربکم تبارک وتعالی حیی کریم، یستحیی من عبده إذا رفع یدیه إلیه، أن یردهما صفرا(سنن ابی داوٗد، رقم الحدیث ۱۴۸۸)

قال شعیب الارنؤوط:حدیث صحیح، وهذا إسناد حسن فی المتابعات(حاشیة سنن ابی داوٗد)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

جس سے معلوم ہوا کہ ہاتھ اٹھا کر دعاء کرتے وقت چہرہ کے رُخ والی جہت اصل قبلہ شمار نہیں ہوتی، بلکہ آسمان کی جہت اصل قبلہ شمار ہوتی ہے۔

محدثین اور فقہائے کرام نے بھی دعاء کا قبلہ آسمان کو اور نماز کا قبلہ کعبہ کو قرار دیا ہے، جس سے دونوں میں فرق بالکل واضح ہے۔ [1]

جہاں تک غیر اللہ سے مانگنے کے شبہ یا مشابہت کا تعلق ہے، تو اس بارے میں پہلے ہی ذکر کیا جاچکا ہے، اور عام مومنوں کی قبور پر اور بطورِ خاص تدفین کے بعد عموماً اس طرح کا شبہ نہیں پایا جاتا، برخلاف صلحاء و اولیاء کی قبور کے کہ ان میں اس شبہ یا مشابہت کا اندیشہ ہے، لیکن بایں ہمہ جب تک کوئی اور منکر شامل نہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن مالک بن یسار السکونی ثم العوفی، أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال :إذا سألتم اللہ فاسألوہ ببطون أکفکم، ولا تسألوہ بظھورھا(سنن ابی داوٗد، رقم الحدیث ۱۴۸۶)

قال شعیب الارنؤوط:صحیح لغیرہ، وھذا إسناد حسن(حاشیۃ ابی داوٗد)

عن أنس بن مالک، "أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کان إذا دعا جعل ظاھر کفیہ مما یلی وجھہ، وباطنھما، مما یلی الأرض "(مسند احمد،رقم الحدیث ۱۲۲۳۹)

قال شعیب الارنؤوط:إسنادہ صحیح علی شرط مسلم(حاشیۃ مسند احمد)

عن ابن عباس رضی اللہ عنھما، قال :قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :إذا سألتم اللہ فاسألوہ ببطون أکفکم، ولا تسألوہ بظھورھا، وامسحوا بھا وجوھکم(مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۱۹۶۸)

[1] السماء قبلۃ الدعاء کما أن الکعبۃ قبلۃ الصلاۃ(فتح الباری شرح صحیح البخاری لابنِ حجر، ج۲ص ۲۳۳،قولہ باب رفع البصر إلی السماء فی الصلاۃ)

(وعن عمر -رضی اللہ عنہ -قال :کان رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم -إذا رفع یدیہ فی الدعاء) قیل :حکمۃ الرفع إلی السماء أنھا قبلۃ الدعاء، ومھبط الرزق، والوحی، والرحمۃ، والبرکۃ(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج۴ص ۱۵۳۳،کتاب الدعوات)

السماء قبلۃ الدعاء للداعین والکعبۃ قبلۃ المصلین(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، تحت رقم الحدیث ۷۷۳۵)

لیس فی الدعاء استقبال، وإنما السماء قبلۃ الدعاء، والکعبۃ قبلۃ الصلاۃ(التوضیح لشرح الجامع الصحیح،لابن الملقن، ج۸ص ۲۴۱، کتاب الاستسقاء،باب تحویل الرداء فی الاستسقاء)

السماء قبلۃ الدعاء ؛ کما أن الکعبۃ قبلۃ الصلاۃ .وقد رفع رسول اللہ ۔صلی اللہ علیہ وسلم۔ وجھہ ویدیہ إلی السماء عند الدعاء (المفھم لما أشکل من تلخیص کتاب مسلم، کتاب الصلاۃ، باب النھی عن رفع الرأس قبل الإمام، وعن رفع البصر إلی السماء فی الصلاۃ، والأمر بالسکون فیھا)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ہو، اور داعی کا عقیدہ صحیح ہو، تو اس کو ناجائز نہیں کہا جاسکتا، ورنہ تو اس کا خطرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہٴ اطہر پر دوسری قبور کے مقابلہ میں زیادہ ہے، اور اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر کو بطورِ خاص عبادت گاہ بنانے سے منع فرمایا ہے، مگر اس کے باوجود بعض فقہاء بالخصوص بہت سے مشائخِ حنفیہ روضہٴ اطہر کی طرف اپنے چہرہ کا رُخ کر کے صلاۃ وسلام کے ساتھ ساتھ دعاء کرنے کو مستحب قرار دیتے ہیں۔

جبکہ بعض حضرات قبلہ کی طرف اپنے چہرہ کا رُخ کر کے دعاء کرنے کو افضل یا سنتِ مستحبہ قرار دیتے ہیں، لیکن روضہٴ اطہر کی طرف رُخ کر کے دعاء کرنے کو فی نفسہ ناجائز یہ بھی قرار نہیں دیتے، جب تک کوئی منکر شامل نہ ہو۔[۱]

خلاصہٴ کلام

خلاصہ یہ کہ مومن کو دفن کرنے کے بعد خصوصیت کے ساتھ اور اس کے علاوہ عام حالات میں قبر پر حاضر ہونے والے کو صاحبِ قبر یا قبرستان والوں کے ساتھ ساتھ اپنے لئے مغفرت، سلامتی، رحمت وغیرہ کی دعاء کرنے کا متعدد احادیث میں ذکر آیا ہے، اور بعض صحیح ومعتبر احادیث میں اس موقع پر دعاء کرتے وقت ہاتھ اٹھانے کا بھی ذکر آیا ہے، بغیر اس قید کے کہ دعاء کے وقت اپنے چہرہ کا رُخ قبر ومیت کی طرف ہو، یا قبلہ کی طرف، البتہ ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر کی طرف اور دوسری حدیث میں قبلہ کی طرف اپنے چہرہ کا رُخ کر کے دعاء کرنا مروی ہے۔

اور یہ دعاء فی نفسہٖ اپنے چہرہ کا رُخ قبر کی طرف کر کے کرنا جائز ہے، بدعت یا ممنوع نہیں، البتہ افضل ومستحب طریقہ کون سا ہے؟ اس میں فقہائے کرام کے دونوں قول ہیں، قبلہ کی طرف رُخ کرنے کا بھی اور میت وقبر کی طرف رُخ کرنے کا بھی۔

لہٰذا عمل کے اعتبار سے گنجائش دونوں کی طرف پائی جاتی ہے، اور فی نفسہٖ دونوں میں سے کوئی ایک طریقہ بھی باعثِ نکیر اور قابلِ ملامت نہیں، اہلِ علم حضرات اپنے ذوقِ اجتہاد کے پیشِ نظر کسی ایک طریقہ کو دوسرے پر استحبابی درجہ کی ترجیح دے سکتے ہیں۔

بلکہ بغیر ہاتھ اٹھائے دعاء کرنا بھی جائز ہے، کیونکہ دعاء میں ہاتھ اٹھانا فرض یا واجب درجہ کا

[۱] جیسا کہ ''المهند علی المفند'' کے حوالہ سے گزر چکا ہے، جس پر متعدد مشائخِ دیوبند حنفیہ کے تصدیقی دستخط ہیں۔

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

عمل نہیں ہے، کوئی اس کے مطابق عمل کرے، یا کسی خرابی سے بچنے کے لئے اس کو اختیار کرے، یا دوسرے طریقہ پر استحبابی درجہ کی ترجیح دے، تو بھی حرج نہیں۔

اور صُلحاء واولیاء کی قبور پر دعاء کے لئے ہاتھ اٹھاتے وقت مناسب یہی ہے کہ قبلہ کی طرف رُخ کر کے ہاتھ اٹھائے جائیں، بطورِ خاص جب صاحبِ قبر کے بجائے اپنی حاجات کی اللہ سے دعاء کرنی ہو، تو اس وقت قبر کے بجائے قبلہ کی طرف اپنے چہرہ کا رُخ کرنے کا بطورخاص اہتمام کرنا ہی زیادہ مناسب ہے، اور کوئی اس طرح کے موقع پر دعاء میں ہاتھ بالکل نہ اٹھائے، تو متعدد علماء کے نزدیک یہ بھی انسب طریقہ ہے۔

اور اگر کوئی محقق عالمِ دین کسی منکر وخرابی کے شامل ہونے کی وجہ سے ہاتھ اٹھانے یا قبر کی طرف اپنے چہرہ کا رُخ کر کے ہاتھ اٹھانے سے منع کرے، تو یہ اس کا منع کرنا اس منکر وخرابی کے پائے جانے کی وجہ سے ہوگا، اور کوئی عام حکم نہ ہوگا، اور یہ مطلب نہ ہوگا کہ فی نفسہ اس موقع پر ہاتھ اٹھانا یا کسی طرف رُخ کرنا ہی بذاتِ خود گناہ یا منع ہے۔

فقط

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان

۱۶/صفرالمظفر/۱۴۳۶ھ 09/دسمبر/2014ء بروزمنگل

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

Idara Ghufran

عبرت کدہ (حضرت شعیب علیہ السلام قسط:۲) مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُولِی الۡاَ بۡصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

قومِ شعیب کی برائیاں اور حضرت شعیب کی دعوت

قومِ شعیب کی حالت

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے توحید کا راستہ چھوڑ دیا تھا اور شرک وبت پرستی کی سنگلاخ زمین میں سرگرداں ہوگئی تھی، یہ لوگ نہ صرف بُتوں کو پوجتے تھے بلکہ درہم ودینار اور اپنے مال وثروت کی بھی پرستش کرتے تھے اور اسی لئے وہ اپنے کاروبار اور بارونق تجارت کو نادرستی، کم فروشی اور غلط طریقوں سے آلودہ کرتے تھے۔

اسی طرح اہلِ مدین کی ایک برائی یہ بھی تھی کہ یہ ڈاکہ زنی کرتے، اور راہ چلتے لوگوں کو لوٹ لیا کرتے تھے۔

لیکن ان کی سب سے بڑی برائی جو ساری برائیوں پر غالب آ گئی تھی، یہ تھی کہ یہ لوگ معاملات کے اندر بے ایمانی سے کام لیتے تھے، اور کم تولتے اور کم ناپتے تھے، ان کے لینے کا معیار الگ تھا اور ان کے بیچنے کا معیار الگ تھا۔ [1]

حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت

قرآن مجید کی سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَإِلٰی مَدۡیَنَ أَخَاهُمۡ شُعَيۡبًا قَالَ يَاقَوۡمِ اعۡبُدُوۡا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ مِنۡ إِلٰهٍ غَيۡرُهٗ قَدۡ جَاءَتۡكُمۡ بَيِّنَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ فَأَوۡفُوۡا الۡكَيۡلَ وَالۡمِيۡزَانَ وَلَا تَبۡخَسُوۡا النَّاسَ أَشۡيَاءَهُمۡ وَلَا

---

[1] وكان أهل مدين كفارا يقطعون السبيل ويخيفون المارة، ويعبدون الأيكة، وهى شجرة من الأيك حولها غيضة ملتفة بها.

وكانوا من أسوإ الناس معاملة ;يبخسون المكيال والميزان، ويطففون فيهما، يأخذون بالزائد ويدفعون بالناقس(قصص الانبياء لابنِ كثير، قصة شعيب عليه السلام)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِهَا ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ‌. وَلَا تَقۡعُدُوۡا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوۡعِدُوۡنَ وَتَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ مَنۡ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا ‌ۚ وَاذۡكُرُوۡۤا اِذۡ كُنۡتُمۡ قَلِيۡلًا فَكَثَّرَكُمۡ‌ وَانْظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُفۡسِدِيۡنَ

(سورة الاعراف، رقم الآيات ۸۵، ۸۶)

یعنی ”اور مدین کی طرف اس کے بھائی شعیب کو بھیجا، فرمایا اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل پہنچ چکی ہے ، پس ناپ اور تول کو پورا کرو، اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو، اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد مت کرو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم ایمان دار ہو، اور سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو اور اللہ کی راہ سے روکو اور اس میں ٹیڑھا پن تلاش کرو اور اس حالت کو یاد کرو جب کہ تم تھوڑے تھے پھر اللہ نے تمہیں زیادہ کر دیا اور دیکھو فساد کرنے والوں کا انجام کیا ہوا ہے“

ان آیات کے اندر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت شعیب علیہ السلام کا اپنی قوم کی طرف مبعوث ہونے کا ذکر ہے، اور حضرت شعیب کی پہلی دعوت کا ذکر ہے کہ اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو، کیونکہ اس کے علاوہ تمہارا اور کوئی معبود نہیں، اور یہ دعوت حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک کے تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی مشترکہ دعوت رہی ہے، جو بھی نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا، تو وہ اپنی قوم کو سب سے پہلے شرک و بت پرستی چھوڑنے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانے کی دعوت دیتا تھا۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے اہلِ مدین کو اللہ کی وحدانیت کے بعد جس چیز سے منع کیا وہ یہ تھی کہ ”ناپ اور تول کو پورا کرو، اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو“ یعنی تم ناپ تول پورا کیا کرو اور لوگوں کی چیزوں میں کمی کر کے اُن کو نقصان نہ پہنچایا کرو۔

”بخس“ نقصان کو کہا جاتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ سامانِ تجارت کے عیب کو چھپا دیا جائے، یا اس کی قیمت میں کسی طرح کی کمی کر دی جائے، یا ناپنے اور تولنے میں کمی بیشی کی جائے، اور بڑی برائی ہے، جس

Idara Ghufran

سے تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اپنی اپنی قوموں کو منع کرتے آئے ہیں۔ [1]

حضرت شعیب نے اپنی قوم سے یہ بھی فرمایا کہ زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ کرو، اور یہ ایسا لفظ جو ہر قسم کے چھوٹے بڑے فساد کو شامل ہے، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت شعیب کی بعثت سے پہلے لوگ گناہوں ومعاصی میں مبتلا تھے، اور اللہ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال سمجھتے تھے، اور لوگوں کا خون ناحق بہایا کرتے تھے، اسی کو فساد سے تعبیر کیا گیا، چنانچہ جب حضرت شعیب کو مبعوث کیا گیا، تو انہوں نے اپنی قوم کو زمین کی اصلاح کی دعوت تھی، اور انبیاء کرام اپنی قوموں کو زمین کی اصلاح کی دعوت دیتے رہے ہیں۔ [2]

حضرت شعیب نے اپنی قوم کو راستوں میں بیٹھنے سے منع فرمایا، جس کا مطلب یہ ہے کہ قومِ شعیب میں یہ برائی تھی کہ یہ لوگ اللہ کی اطاعت والے راستہ سے اہلِ ایمان کو منع کرتے تھے، اور اہلِ ایمان کو اپنے مظالم سے ڈراتے تھے۔

بعض مفسرین کے نزدیک اس کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ قومِ شعیب ایسے راستوں پر بیٹھ جاتے تھے، جن پر اہلِ ایمان گزر کر حضرت شعیب کے پاس جایا کرتے تھے، تو یہ لوگ راستہ میں ان کو روک کر حضرت شعیب کی برائیاں بیان کرتے اور کہتے تھے کہ یہ جھوٹا ہے، اس کی باتوں کو نہ سنو، جس طرح قریش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

اور بعض مفسرین نے راستوں میں بیٹھنے کا یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ یہ قومِ شعیب میں یہ عادت تھی کہ یہ لوگ راستوں میں لوٹ مار کیا کرتے تھے، اور جو شخص یا قافلہ گزرتا، تو اس سے ان کے مال وغیرہ چھین لیا کرتے تھے۔

---

[1] قوله تعالى :(ولا تبخسوا الناس أشياء هم) البخس النقص .وهو يكون فى السلعة بالتعييب والتزهيد فيها، أو المخادعة عن القيمة، والاحتيال فى التزيد فى الكيل والنقصان منه .وكل ذلك من أكل المال بالباطل، وذلك منهى عنه فى الأمم المتقدمة والسالفة على ألسنة الرسل (صلوات الله وسلامه على جميعهم) وحسبنا الله ونعم الوكيل(تفسير القرطبى، ج۷ص۲۴۸، سورة الاعراف)

[2] الثالثة -قوله تعالى :(ولا تفسدوا فى الأرض بعد إصلاحها) عطف على "ولا تبخسوا ."وهو لفظ يعم دقيق الفساد وجليله .قال ابن عباس :كانت الأرض قبل أن يبعث الله شعيبا رسولا يعمل فيها بالمعاصى وتستحل فيها المحارم وتسفك فيها الدماء .قال :فذلك فسادها .فلما بعث الله شعيبا ودعاهم إلى الله صلحت الأرض .وكل نبى بعث إلى قومه فهو صلاحهم(تفسير القرطبى، ج۷ص۲۴۸سورة الاعراف)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور بعض مفسرین کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ قومِ شعیب میں یہ برائی تھی کہ یہ لوگ راستوں پر چوکیاں بنا کر لوگوں سے ناجائز طریقہ پر ٹیکس وصول کیا کرتے تھے، اور بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ سب سے پہلے انہوں نے ناجائز طریقہ پر ٹیکس وصول کرنے کا طریقہ شروع کیا۔

ممکن ہے ان سب صورتوں میں وہ درجہ بدرجہ مبتلا ہوں۔ ۱

(جاری ہے......)

---

۱ الرابعة -قوله تعالى :(ولا تقعدوا بكل صراط) نهاهم عن القعود بالطرق والصد عن الطريق الذى يؤدى إلى طاعة الله، وكانوا يوعدون العذاب من آمن .واختلف العلماء فى معنى قعودهم على الطرق على ثلاثة معان، قال ابن عباس وقتادة ومجاهد والسدى :كانوا يقعدون على الطرقات المفضية إلى شعيب فيتوعدون من أراد المجيء إليه ويصدونه ويقولون :إنه كذاب فلا تذهب إليه، كما كانت قريش تفعله مع النبى صلى الله عليه وسلم .وهذا ظاهر الآية .وقال أبو هريرة :هذا نهى عن قطع الطريق ، وأخذ السلب، وكان ذلک من فعلهم .وروى عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال :(رأيت ليلة أسرى بى خشبة على الطريق لا يمر بها ثوب إلا شقته ولا شى إلا خرقته فقلت ما هذا يا جبريل قال هذا مثل لقوم من أمتک يقعدون على الطريق فيقطعونه)ثم تلا "-ولا تقعدوا بكل صراط توعدون "الآية .وقد مضى القول فى اللصوص والمحاربين، والحمد لله .وقال السدى أيضا :كانوا عشارين متقبلين .ومثلهم اليوم هؤلاء المكاسون الذين يأخذون ما لا يلزمهم شرعا من الوظائف المالية بالقهر والجبر، فضمنوا ما لا يجوز ضمان أصله من الزكاة والمواريث والملاهى .والمترتبون فى الطرق إلى غير ذلک مما قد كثر فى الوجود وعمل به فى سائر البلاد .وهو من أعظم الذنوب وأكبرها وأفحشها، فإنه غصب وظلم وعسف على الناس وإذاعة للمنكر وعمل به ودوام عليه وإقرار له، وأعظمه تضمين الشرع والحكم للقضاء ، فإنا لله وإنا إليه راجعون ! لم يبق من الإسلام إلا رسمه، ولا من الدين إلا اسمه .يعضد هذا التأويل ما تقدم من النهى فى شأن المال فى الموازين والأكيال والبخس(تفسير القرطبى، ج۷ص۲۴۸، ۲۴۹، سورة الاعراف)

قال السدى فى تفسيره عن الصحابة " :ولا تقعدوا بكل صراط توعدون "أنهم كانوا يأخذون العشور من أموال المارة.

وقال إسحاق بن بشر عن جويبر عن الضحاک، عن ابن عباس قال :كانوا قوما طغاة بغاة يجلسون على الطريق، يبخسون الناس، يعنى يعشرونهم.وكانوا أول من سن ذلک(قصص الانبياء لابنِ كثير، قصة شعيب عليه السلام)

(علمی وتحقیقی سلسلہ نمبر۲۶)

قبر پر ہاتھ اُٹھا کر دُعاء کرنے کا حکم

دفن کے بعد اور دوسرے اوقات میں قبور پر دعاء واستغفار کا ثبوت، اور اس دعاء میں ہاتھ اٹھانے کی شرعی حیثیت، اور اس موقع پر دعاء کے وقت اپنے چہرہ کا رُخ قبر یا قبلہ کی طرف کرنے پر کلام

مصنّف: مفتی محمد رضوان

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

خربوزہ(Melon)

خربوزہ کو عربی زبان میں ''بطیخ اصفر''اور''شمام''اور فارسی زبان میں ''خرپزہ''یا''خربزہ''اور''گرمک''اور انگریزی زبان میں''Melon''اور''Cantaloupe''کہا جاتا ہے۔

خربوزہ، شربوزہ، گرما اور سردا ایک ہی قبیلے کے پھل ہیں، اور مختلف علاقوں اور آب وہوا کی وجہ سے ان کی شکلوں اور ذائقوں میں تھوڑا بہت فرق پایا جاتا ہے۔

میٹھے خربوزے کا مزاج گرم تر، اور ترش خربوزہ کا مزاج سرد تر، اور پھیکے خربوزے کا مزاج معتدل کہلاتا ہے۔

طب اور میڈیکل سائنس کے ماہرین کا کہنا ہے کہ خربوزہ 95 فیصد تک مختلف وٹامنز اور منرلز (یعنی مختلف قسم کے پانیوں) کا مجموعہ ہے، خربوزے میں قدرتی طور پر وٹامن اے، بی، سی کے علاوہ فاسفورس اور کیلشیم جیسے پروٹین بھی شامل ہوتے ہیں، چنانچہ خربوزہ کے 100 گرام گودے میں 26 تا 41 گرام توانائی کے حرارے، 87 تا 92 گرام پانی، 0.6 تا 1.0 گرام لحمیات، 0.1 گرام چربی، 10.3 کاربوہائیڈریٹ، 4200 یونٹ وٹامن اے، 0.08 ملی گرام وٹامن بی، 10.5 گرام کیلشیم، 0.2 تا 4 گرام لوہا، 8 تا 12 ملی گرام میگنیشیم اور 7 تا 39 گرام تک فاسفورس موجود ہوتا ہے۔

خربوزہ گرمی کے موسم کا لذیذ اور فرحت بخش پھل ہے۔

خربوزہ کا استعمال انسانی جسم کے لئے کئی طرح کے فوائد کا حامل ہے، اور یہ مختلف بیماریوں سے حفاظت میں بھی ایک مضبوط ڈھال کی حیثیت رکھتا ہے۔

کمزوری میں خربوزہ کھانے سے طاقت اور وزن میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کے کھانے والا خود کو تازہ دم محسوس کرتا ہے، دل کو فرحت وتازگی حاصل ہوتی ہے۔

خربوزہ قدرتی طور پر گرمی میں جسم کو خشکی سے محفوظ رکھتا ہے، اس میں موجود وٹامن ڈی صحت کے لئے مفید ہے، جسم کے پٹھوں اور رگوں کو توانائی دیتا ہے، گرمی کی شدت سے بچاتا ہے۔

اگر کوئی بہت کمزور اور لاغر ہو، تو اسے چاہئے کہ پابندی سے خربوزہ کھائے، مہینہ بھر میں کمزوری ولاغری دور

Idara Ghufran

ہوجاتی ہے۔

خربوزہ میں کیونکہ مختلف انواع کا پانی بہت زیادہ مقدار میں شامل ہوتا ہے، اس لئے خربوزہ ہاضمہ کے لئے بہت مؤثر اور مفید ہوتا ہے، اور اس کے استعمال سے ہاضمہ درست رہتا ہے، اور اسی وجہ سے یہ قبض اور ریاح دور کرنے میں بھی مؤثر ہے، معدہ میں موجود زہریلے فضلات اور تیزابیت اور سینے کی جلن کو ختم کرنے میں مدد دیتا ہے۔

اس کے علاوہ خربوزے میں کروٹینائڈ نام کا ایک پروٹین ہوتا ہے، جو کینسر کے خلاف بہت فائدہ مند ہوتا ہے، اس لئے خربوزہ کینسر کو ختم کرنے کی ایک قدرتی دواء بھی ہے، پھیپھڑوں کے کینسر کے لئے بطورِ خاص بہت مؤثر ہے، اور بعض اوقات خربوزہ کے ذریعہ کینسر کا بیج ہی مکمل طور پر ختم ہوجاتا ہے، جس کے بعد کینسر دوبارہ حملہ آور نہیں ہو پاتا۔

خربوزے میں موجود اڈینوسائن خون کے خلیوں کو جمنے نہیں دیتا، جس سے ہارٹ اٹیک کے خطرات کافی حد تک کم ہوجاتے ہیں، اگر خون کے خلیے آپس میں مل جائیں، تو ہارٹ اٹیک اور سٹروک کا خطرہ بڑھ جاتا ہے، خربوزے کے استعمال سے خون کی گردش معمول کے مطابق رہتی ہے، جس کی وجہ سے ان بیماریوں کے خطرات کافی حد تک کم ہوجاتے ہیں۔

خربوزہ انسانی جلد کے لئے بھی بہترین غذا ہے، اس کے استعمال سے جلد ٹھیک رہتی ہے، نہ صرف یہ کہ جلد نرم و ملائم ہوجاتی ہے، اور جلد کا رنگ نکھر جاتا ہے، بلکہ جلد کی بیماریاں بھی ختم ہوجاتی ہیں، خربوزے کے چھلکوں کو عرقِ گلاب میں پیس کر چہرے پر لیپ کرنے سے رنگ صاف ہوجاتا ہے۔

خربوزہ میں پیشاب زیادہ لانے کی صلاحیت پائی جاتی ہے، اس لئے یہ گردوں کو صاف کرتا ہے، اور گردوں میں موجود کثافتوں کو ختم کرتا ہے، اور جسم سے خراب اور فاسد مادوں کے ساتھ ساتھ گردوں اور مثانے سے پتھری نکالتا ہے۔

جوڑوں کے دردوں میں مبتلا مریضوں کو چاہئے کہ وہ خربوزہ کا استعمال پابندی سے کریں، کیونکہ خربوزہ جسم سے یورک ایسڈ کی بڑی مقدار کو خارج کرتا ہے، جس کی وجہ سے جوڑوں کے درد میں کمی واقع ہوتی ہے۔

اگر خربوزے کا استعمال لیموں کے ساتھ کیا جائے، تو خاص طور پر یورک ایسڈ کی تکلیف سے حفاظت رہتی ہے۔

خربوزہ یرقان اور پیشاب کی بندش جیسے امراض میں بھی مفید ہے، اور پیشاب کی جلن اور قطرہ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پیشاب آنے کی بیماری کے لئے بھی مؤثر ہے۔

خربوزہ کے ذریعہ سے نیند کی کمی اور بے خوابی سے نجات حاصل ہوجاتی ہے، بلکہ بعض اوقات نیند لانے کے لئے نشہ آور دوائیوں سے بھی چھٹکارا مل جاتا ہے۔

آدھے سر کے درد میں بھی خربوزہ کا استعمال مفید ہے۔

گردہ کا درد بہت تکلیف دہ مرض ہے، اس کا انتہائی مفید نسخہ ہے، جب مریض دردِ گردہ میں مبتلا ہو، تو خربوزے کے خشک چھلکے ایک تولہ اور عرقِ گلاب تین چھٹانک کو ایک جوش دے کر چھان لیں اور سیاہ نمک تین ماشے ملا کر پلائیں۔

خربوزہ مقعد کی خارش اور خون آنے کو مفید ہے، خواتین کے استحاضہ کو بند کرنے میں بھی مؤثر ہے۔

خواتین کے لئے خربوزہ کا استعمال خصوصیت کے ساتھ مفید ہے، جس میں خواتین کے مخصوص امراض دور کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے، اگر دودھ پلانے والی خواتین خربوزہ کا روزانہ استعمال کریں، تو دودھ کی عمدہ افزائش کے واسطہ سے بچوں کی صحت ونشوونما بہت اچھی ہوجاتی ہے۔

خربوزے کے بیج بھی مفید ہیں، ان کے استعمال سے گردے، مثانے اور آنتیں صاف ہوتی ہیں۔

ان کو کھانے سے گلے کی خشکی اور خراش بھی دور ہوتی ہے، بیجوں کے مغز کے استعمال سے دماغ کو بھی طاقت ملتی ہے، خربوزہ کے بیج پیشاب آور ہیں، پیشاب اور مثانہ کی سوزش کو دور کرتے ہیں، جگر کا سُدہ کھولتے ہیں، خواتین میں دودھ کی پیدائش بڑھتی ہے، اور مرد وعورت کی منی میں اضافہ ہوتا ہے، اور تازہ بیج بھی خربوزے سے نکال کر چبائے جاسکتے ہیں، جنہیں ضائع کردیا جاتا ہے۔

خربوزے کا چھلکا بھی کارآمد ہے، گرمی میں بچوں کو کھلایا جائے تو ان کے پھوڑے پھنسیوں کو آرام آتا ہے، خربوزہ کے چھلکے کا لیس چھائیوں کو دور کرتا ہے، اگر گوشت کے ساتھ اس کے چھلکے کو ہانڈی میں ڈال دیا جائے، تو گوشت بہت جلد گل جاتا ہے۔

خربوزہ اور بطورِ خاص ''گرما'' امراضِ قلب اور ہائی بلڈ پریشر کے لئے بہت مفید ہے۔

خربوزہ کو خالی پیٹ کھانے سے پرہیز کرنا چاہئے، کھانوں کے درمیان میں مثلاً دوپہر یا سہ پہر خربوزہ کھانا زیادہ مفید ہے، خربوزے کو کھانے کے بعد پانی نہیں پینا چاہئے، اور خربوزہ رات کو بھی کھانے کے بعد بھی نہیں کھانا چاہئے۔

اخبارِ ادارہ مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

- ......۶/۱۳/۲۰/۲۷/ جمادی الاخریٰ جمعہ کو متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ سابق ہوئے۔
- ......یکم/۸/۱۵/۲۲/۲۹/ جمادی الاخریٰ اتوار کو ہفتہ وار اصلاحی مجلس حسبِ معمول دن دس تا بارہ بجے منعقد ہوتی رہی۔
- ......۲۹/ جمادی الاخریٰ ہفتہ کو ڈاکٹر طاہر مسعود صاحب (عبداللہ زبیر پرنٹرز لاہور) ادارہ میں تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات ہوئی، مولانا عبدالسلام صاحب، مولانا طارق محمود صاحب سے طباعت و اشاعت کے امورومعاملات پر بات چیت ہوئی۔
- ......۲۹/ جمادی الاخریٰ ہفتہ بعد مغرب قاری محمد ہارون صاحب (سابق استاذِادارہ غفران) مع بعض افراد اہلِ خانہ تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات ہوئی، اوراپنے گاؤں چک بیلی خان (تھانہ چونترہ) آنے کی دعوت دی۔
- ......یکم/ جمادی الاخریٰ اتوار قاری محمد ضیاء الحق صاحب (اورنگی ٹاؤن، کراچی) مع والدہ وغیرہ بندہ امجد کے ہاں آئے۔
- ......۵/ جمادی الاخریٰ جمعرات دوپہر کے قریب حضرت مدیر صاحب کی معیت میں چند دیگر احبابِ ادارہ چک بیلی خان میں قاری محمد ہارون صاحب کے گاؤں ان کے مدرسہ میں گئے، بعد ظہر طلبہ کے لئے حضرت مدیر کا بیان ہوا، قدیم مسجد گرا کر نیا تعمیراتی منصوبہ شروع ہونے جارہاہے، اس حوالے سے ظہرانہ کے بعد کئی متعلقہ شرعی امورو مسائل پر حضرت مدیر صاحب کو موقع محل ملاحظہ کرا کر مشاورت ورہنمائی لی گئی، عشاء کے قریب واپسی ہوئی۔
- ......۶/ جمادی الاخریٰ، بعد جمعہ، حضرت مدیر صاحب اور مولانا محمد ناصر صاحب، جناب قاری عبدالرشید صاحب (ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان) سے ملاقات کے لئے ان کے گھر جوڈیشنل کالونی، راولپنڈی تشریف لے گئے۔
- ......۷/ جمادی الاخریٰ، ہفتہ، بعد عصر، جناب قاری عبدالرشید صاحب (ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان) اوران کے برخوردار جناب حافظ احمد رشید صاحب (ایڈوکیٹ ہائی کورٹ) ادارہ تشریف لائے، اور ادارہ کے مختلف شعبوں کا معائنہ فرمایا، بعد عشاء واپس تشریف لے گئے۔
- ......۸/ جمادی الاخریٰ اتوار جناب محمد نواز (جو حضرت مدیر صاحب کے خصوصی احباب میں سے ہیں) کے صاحب زادے حافظ محمد عثمان نواز کا حفظ قرآن مجید مکمل ہوا، اس موقعہ پر ہفتہ وار مجلس کے بعد مختصر دعائیہ تقریب

Idara Ghufran

ہوئی، جناب نواز صاحب، جناب عمران صاحب اور بعض دیگر احباب شریک تھے، دوپہر کھانے کی ضیافت ادارہ میں جناب نواز صاحب کی طرف سے تھی، جس میں اساتذہ وطلبہ شریک ہوئے۔

❑......۱۱/ جمادی الاخریٰ بدھ بعد عشاء جناب صاحبزادہ قاری عبدالباسط صاحب (جدہ، حال وارد سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی) اور جناب مفتی محمد شکیل صاحب (اسلام آباد) دار الافتاء میں تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات ومشاورت ہوئی۔

❑......۱۵/ جمادی الاخریٰ اتوار، حضرت مدیر صاحب شام کو اپنے قدیمی رفیق جناب مرسلین بھٹی صاحب کے ہاں عشائیہ میں مدعو تھے، مولانا محمد ناصر صاحب، حافظ محمد عفان صاحب اور بندہ امجد بھی ہمراہ تھے۔

❑......۱۹/ جمادی الاخریٰ بروز جمعرات ادارہ کے پڑوسی راجہ شفقت صاحب کے داماد جناب مظہر صاحب کا انتقال پر ملال ہوا، جو کینسر کے مریض تھے، اور عرصہ سے صاحبِ فراش وزیرِ علاج تھے، حضرت مدیر صاحب اور دیگر چند احبابِ ادارہ بعد عشاء جنازہ میں شریک ہوئے، اللہ تعالیٰ اس نوجوان جوانمرگ کے درجات بلند فرمائے، اور پسماندگان کو اجر وصبر، حوصلہ وہمت عطا فرمائے۔

❑......۲۰ جمادی الاخریٰ، جمعہ، شام کے وقت حضرت مدیر صاحب مع اہلِ خانہ لاہور کے سفر پر روانہ ہوئے، جناب حافظ خواجہ شکیل صاحب، لاہور آپ کے میزبان رہے، ان کی خواہش واصرار ہر یہ سفر ہوا، بحمداللہ اتوار بعد عشاء واپس بعافیت ادارہ پہنچے، بذریعہ ریل سے آنے جانے کا سفر ہوا، جو خوشگوار رہا۔

❑......۲۲/ جمادی الاخریٰ ہفتہ وار اصلاحی مجلس کا بیان حضرت مدیر صاحب کے سفر پر ہونے کی وجہ سے مفتی محمد یونس صاحب کا ہوا۔

❑......۲۲/ جمادی الاخریٰ اتوار بندہ امجد، حافظ صلاح الدین (فاضل ادارہ غفران) کے ولیمہ میں (ہری پور ہزارہ) میں شریک ہوا، وہاں سے دودن کی رخصت پر مع اہلِ خانہ مانسہرہ جانا ہوا۔

❑......۲۷/ جمادی الاخریٰ، جمعہ کی شام حضرت مدیر صاحب اور جناب حکیم فیضان صاحب، ہمشیر جناب عدنان خان صاحب کے ہاں عشائیہ میں مدعو تھے۔

❑......۲۸/ جمادی الاخریٰ، ہفتہ کی شام حضرت مدیر صاحب اور آپ کی ہمراہی میں مفتی محمد یونس صاحب، حافظ محمد ریحان صاحب اور بندہ امجد، جناب خورشید صاحب (ولد حاجی محمد الیاس قریشی مرحوم صاحب) کے صاحبزادے جناب نوید صاحب کے نئے مکان پر صادق آباد چونگی نمبر 8، میں عشائیہ میں مدعو تھے۔

❑......۲۹/ جمادی الاخریٰ، اتوار، صبح نو بجے، حضرت مدیر صاحب، جناب محمد زکریا چوہدری صاحب کے بیٹے کی تکمیلِ حفظِ قرآن کے سلسلہ میں عبداللہ مسجد، ڈھوک کھبہ، تشریف لے گئے، جہاں دعاء اور آپ کا بیان ہوا۔

Idara Ghufran

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم و مفید حالات و واقعات، حادثات و تغیرات

21/ مارچ/ 2015ء، 29/ جمادی الاوّل/ 1436ھ: پاکستان: حکومت اور تحریکِ انصاف جوڈیشنل کمیشن کے قیام پر متفق 22/ مارچ: بھارت: 1987 کے مسلم کش فسادات میں ملوث 16 پولیس اہل کار بری 23/ مارچ: پاکستان: دھاندلی ثابت ہونے پر نئے الیکشن ہوں گے، ن لیگ اور پی ٹی آئی میں معاہدہ 24/ مارچ: پاکستان: یومِ پاکستان پر 7 سال بعد مسلح افواج کی شاندار پریڈ، ایٹمی میزائلوں، ڈرون کی نمائش، لڑاکا طیاروں کی گھن گرج، دیگر شہروں میں توپوں کی سلامی تقریبات، امن و استحکام کے لئے خصوصی دعائیں 25/ مارچ: جرمن مسافر طیارہ، فرانس میں گر کر تباہ، 150 ہلاک 26/ مارچ: پاکستان: لاہور دو افراد کو زندہ جلانے پر سو افراد گرفتار، خودکش بمبار کے خاکے جاری 27/ مارچ: پاکستان: پاکستانی ڈرون، براق بھی پہلی بار تیرا آپریشن میں شریک 28/ مارچ: پاکستان: آئی ایم ایف نے پاکستان کے لئے 52 کروڑ ڈالر کی منظوری دے دی 29/ مارچ: پاکستان: 2018ء تک لوڈ شیڈنگ ختم، اضافی بجلی میسر ہوگی، وزارت پانی وبجلی 30/ مارچ: یمن سے 502 پاکستانی خصوصی طیارے میں وطن پہنچ گئے، وزیر اعظم لحہ بہ لحہ معلومات لیتے رہے 31/ مارچ: پاکستان: صدارتی آرڈیننس کی دو دفعات کالعدم، ہائیکورٹ کا کنٹونمنٹ بورڈز کے انتخابات جماعتی بنیادوں پر کرانے کا حکم یکم/ اپریل: پاکستان: پٹرول 4 روپے، ڈیزل 3 روپے مہنگا کر دیا گیا، ہائی اوکٹین، مٹی کے تیل اور لائٹ ڈیزل کی قیمتیں برقرار 2/ اپریل: پاکستان: جوڈیشنل کمیشن، حکومت اور پی ٹی آئی میں معاہدہ پر دستخط 3/ اپریل: پاکستان: فوجی عدالتوں کا پہلا فیصلہ، 6 دہشت گردوں کو سزائے موت، آرمی چیف نے توثیق کردی 4/ اپریل: پاکستان: مفت حج پر پابندی، اخراجات میں 17 ہزار کمی، عازمین کا انتخاب قرعہ اندازی کے ذریعہ ہوگا، حج پالیسی کمیٹی میں پیش 5/ اپریل: جاپان، آسٹریلیا اور امریکہ میں مکمل، پاکستان میں جزوی چاند گرہن 6/ اپریل: پاکستان: عراق، داعش نے قدیمی شہر "الحضر" کو مسمار کر دیا 7/ اپریل: پاکستان: پاکستان اور سری لنکا میں دفاع، ایٹمی توانائی سمیت 6 معاہدے، تجارت ایک ارب ڈالر تک بڑھانے پر اتفاق 8/ اپریل: پاکستان: امریکا نے پاکستان کو ایک ارب ڈالر کا اسلحہ فروخت کرنے کی منظوری دیدی 9/ اپریل: پاکستان: اسلام آباد اور پنجاب میں دکانیں رات 8، ریستوران 11 بجے بند کرنے کا فیصلہ 10/ اپریل: پاکستان: 5 میجر جنرلز کی ترقی، اشفاق ندیم ملتان، جاوید رمدے کور کمانڈر بہاولپور تعینات 11/ اپریل: پاکستان: پاکستان یمن تنازع میں غیر جانبدار رہے، پارلیمنٹ میں

Idara Ghufran

متفقہ قرار داد منظور، سیاسی قائدین کا خیر مقدم ✍ 12/اپریل: پاکستان: تربت: دہشتگردوں کا کیمپ پر حملہ، شناخت کے بعد 20 مزدوروں کو مار ڈالا، ہلاک ہونے والوں کا تعلق پنجاب اور سندھ سے ہے ✍ 13/اپریل: پاکستان: وزارتِ پانی و بجلی کا گریڈ 5 تک براہِ راست بھرتیوں کا فیصلہ ✍ 14/اپریل: این اے 246، ہر پولنگ اسٹیشن کے اندر، باہر رینجر تعینات کی جائے، الیکشن کمیشن کا وزارتِ داخلہ کو خط ✍ 15/اپریل: لندن: الطاف حسین سے پولیس کی 5 گھنٹے تفتیش، ضمانت میں توسیع ✍ 16/اپریل: پاکستان: پاکستان کا 1300 کلومیٹر تک مار کرنے والا بیلسٹک میزائل غوری کا کامیاب تجربہ، روایتی اور جوہری ہتھیار لے جاسکتا ہے ✍ 17/اپریل: 21ویں ترمیم کیس، سپریم کورٹ نے فوجی عدالتوں کی سزاؤں پر عمل درآمد معطل کردیا ✍ 18/اپریل: اوورسیز پاکستانیوں کی تعداد 75 لاکھ سے تجاوز کرگئی ✍ 19/اپریل: افغانستان: جلال آباد میں خودکش دھماکہ، 40 افراد جاں بحق، طالبان کا اظہارِ لاتعلقی ✍ 20/اپریل: بحیرہ روم میں تارکینِ وطن کی کشتی ڈوب گئی 650 افراد ہلاک۔

الحجامہ سنٹر

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

﴿برائے خواتین﴾

(۱)......اہلیہ عمران رشید (ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔ فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900)

﴿برائے مرد حضرات﴾

(2)......مولانا عبدالمجید صاحب، بنی، راولپنڈی۔ فون نمبر: 0314-5125521

زیرِ انتظام: عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی

فون: 0333-5187568

Idara Ghufran